حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی، فضائل و مناقب اور مبارک عقائد سے
معمولاتِ اہلسنّت کتاب وسنت واقوال صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور اقوال ائمہ اہلسنّت کی روشنی میں

افضل البشر بعد الانبیاء

خلیفۂ اوّل، نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نبیرۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ
مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی

تحریک اتحادِ اہلسنّت (پاکستان)

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشینِ مفتیِ اعظم ہند جگر گوشۂ مفسرِ اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری**

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammmd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

فہرست

پیش لفظ

بسمہ تعالیٰ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان نفوسِ قدسیہ کو کہا جاتا ہے جو ایمان کی حالت میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت اور تعلیمات سے فیض یاب ہوئے اور ایمان کی حالت میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ یوں تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جلیل القدر اور عظمت والے اور اس امت کے بہترین لوگ ہیں لیکن چار جید صحابہ کرام جو خلفائے راشدین کے نام سے مشہور ہیں ان میں سب سے پہلے خلیفہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ کے چند گوشے بیان کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ہمارے لئے باعثِ نجات اخروی بنائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، افضل البشر بعد الانبیاء، شیخ الاسلام سب سے بزرگ و برتر، امام المسلمین والمتقین اہل تجرید کے سردار، آفاتِ نفسانی سے دور، عتیق من النار حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ آپ کو مشائخ طریقت نے اربابِ مشاہدہ کا سردار کہا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات میں نماز پڑھتے تو قرأت آہستہ کرتے، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا تو جواباً عرض کیا میں اس ذات کو سناتا ہوں جس سے راز کی بات انتہائی آہستگی سے کہہ سکتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے غائب نہیں ہے۔ واقعۂ معراج کے بعد جس وقت کفار نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مذاق اُڑایا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے جنہوں نے اس واقعہ کی بلا شک وشبہ تصدیق کی جس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کا لقب ملا۔ ہجرت کے موقع پر آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہم نشینی کا شرف بھی حاصل رہا۔ایک غزوہ میں سامانِ جنگ کی ضرورت پڑی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کا تمام سامان لے آئے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا، جواباً عرض کیا کہ گھر والوں کے لئے اللہ عزوجل اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کافی ہے۔ جب بھی دین کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز بلند کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جان و مال الغرض ہر طرح سے ایثار کیا۔مختلف غزوات میں شرکت کی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسر بھی لگتے ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں تھیں اور آپ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ابتدا بھی ہوتی ہے۔(ادارہ)

تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحبہ اجمعین

بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نظر میں مقامِ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ادب کی دنیا میں خواہ نثر ہو یا نظم ''وفا'' کی اصطلاح نہایت کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔ ہر زبان میں وفا کے لئے نیا مفہوم اوراس کے اظہار کے لئے نیا پیرایہ ملتا ہے۔اسی لئے عشق ووابستگی کی انتہا کا اظہار ''وفا'' کہلاتا ہے۔تاریخ میں صرف ایک شخصیت ایسی دکھائی دیتی ہے جووفا کی ہر شرط پر پوری اترتی ہے جووفا کی تمام تر خوبیوں کی مصداق نظر آتی ہے اور وفا کے ہر معیار پر پورا اتر کر''وفا'' کے حقیقی مفہوم سے آشنا کرتی ہے۔یہ شخصیت، پیکرِ صدق ووفا، یارِ غار حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کی عظمت کے سامنے وفا کا ہر مفہوم سرِ تسلیم خم کئے ہوئے ہے۔

ذرا تاریخ اسلام پر نظر دوڑائیے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفا کے حسین عنوان کس طرح رقم فرمائے۔سب سے پہلے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعوتِ اسلام دی تو لبیک کہنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ دارالارقم میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ اسلام کا آغاز کیا تو پہلے کارکن سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔صحنِ حرم میں کفار نے جب حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت کا نشانہ بنایا تو پہلا پتھر کھانے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جب اپنوں نے آنکھیں پھیرنا شروع کیں تو سب سے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ دیا، جب سماجی مقاطعہ کے حوالے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا تو سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا گھر چھوڑا۔ جب شبِ ہجرت مکہ کو الوداع کہنے کا موقع آیا تو رفاقتِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خاندان کو الوداع کہا، جب غارِ ثور کی پُرخطر گہرائی میں کچھ دیر رکنا پڑا تو خود پہلے نیچے اترے۔ جب وارِدِ مدینہ ہوئے تو رفاقتِ محبوب میسر تھی۔ جب منافقین مدینہ کی چالوں سے نبرد آزما ہونا پڑا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک لمحے کے لئے گوشۂ عافیت میں نہیں بیٹھے۔ جب اعلانیہ جنگ اور مسلح مزاحمت کا آغاز ہوا تو بوڑھے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگلی صفوں میں نظر آئے۔

علماء کا متفقہ بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے کے بعد وصالِ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک سفر و حضر میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے البتہ حج اور جہاد کے لئے باجازت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں نہ رہ سکے۔ ہر حال میں ہر وقت آپ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک لقب عتیق ہے اور عتیق کے معنیٰ ''آزاد'' کے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا ''انت عتیق اللہ من النار'' آپ اللہ کی طرف سے آگ سے

آزادشدہ ہیں، بس اسی دن سے آپ کا نام عتیق رکھا گیا۔ (ترمذی)

رات کا وقت تھا، آسمان پر ستارے چمک رہے تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی اللہ کا ایسا بھی بندہ ہے جس کی نیکیاں اتنی ہوں جتنے آسمان پر تارے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ عمر ہیں (ان کا خیال تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والد کا نام بتائیں گے کیونکہ صحابہ کرام میں سب سے افضل تو وہی ہیں) جن کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرے والد ماجد (ابوبکر) کی نیکیاں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر کی ایک نیکی (غارِ ثور کی) حضرت عمر کی تمام نیکیوں پر بھاری ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں ایک دروازے سے پکارا جائے گا کہ نماز کی پابندی کرنے والوں ادھر آؤ، روزے رکھنے والوں تم ادھر سے آؤ، خیرات وصدقات والوں کو ایک دروازے سے پکارا جائے گا ادھر آؤ، اسی طرح جہاد کرنے والوں کو پکارا جائے گا۔ نیکوں کو ان کی نیکیوں کے لحاظ سے ان دروازوں سے پکارا جائے گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواہ کسی بھی دروازے سے بلایا جائے سب تو بہر حال جنت میں داخل ہوں گے لیکن کیا کوئی ایسا بھی شخص ہے جسے ہر دروازہ سے بلایا جائے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُمید ہے کہ وہ تم ہی ہوگے۔

ابن سعید نے زہری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا کیا تم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت میں کچھ لکھا ہے،

انہوں نے کہا جی ہاں۔ارشاد عالی ہوا سناؤ میں سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ان کی منقبت سماعت فرمانے کے بعد آپ خوب مسکرائے اور ارشاد ہوا بالکل درست، تم نے جیسی تعریف کی ہے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ویسے ہی ہیں۔(طبقات الشافعیۃ الکبریٰ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زندگی کا ہر سانس اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کرنے کے باوجود بھی عجز وانکساری کا بے مثال مظاہرہ فرماتے۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک مرتبہ) ارشاد فرمایا کہ مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا کہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مال نے دیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور عرض کیا: حضور میں اور میرا مال صرف آپ کے لئے ہیں۔(سنن ابن ماجہ)

سنہ ۹ ھ میں امارت حج کا منصب تفویض ہوا، غرض آغازِ اسلام سے لے کر وفاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہر مرحلہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاں نثارانہ رفاقت کی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کی خدمات اور قربانیوں کا اتنا اثر تھا کہ فرماتے تھے کہ جان ومال کے لحاظ سے مجھ پر ابوبکر سے زیادہ کسی کا احسان نہیں ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے اکابر صحابہ اور اساطین اسلام آپ ہی کی کوششوں سے مشرف باسلام

ہوئے۔ کفار کے ظلم وجور کے مقابلہ میں سینہ سپر رہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور متعدد غلاموں کو جو اسلام کے جرم میں اپنے مشرک آقاؤں کے ظلم وجور کا نشانہ تھے، اپنے مال سے آزاد کرایا، ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کا ارادہ فرمایا تو اس کی زمین کی قیمت جو دو یتیموں کی ملکیت تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا کی۔ اس طرح مدینہ میں پہلا خانۂ خدا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد سے تعمیر ہوا۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ارشاد فرمایا: اے اللہ تو نے میرے صحابہ میں برکت فرمائی ہے۔ یہ برکت ان سے سلب نہ فرمانا اور ان کو ابوبکر کا ہمنوا بنا اور اس کے ہر کام کو ضائع نہ فرمانا، وہ ہمیشہ تیرے ہی امر کا پابند رہے۔ (تاریخ مدینۃ دمشق)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت سے امید ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ویسی ہی محبت رکھے گی جیسی کہ کلمہ طیبہ کو عزیز رکھے گی۔ (کنز العمال)

یہ بات حقیقت ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے محب کی وفا کے تذکرے فرماتے رہتے تھے ایک مرتبہ فرمایا کہ جس جماعت میں ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں تو مناسب نہیں کہ ان کے علاوہ کوئی اور شخص امام بنے۔

اسی لئے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیل تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر رقیق القلب ہیں جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کو کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں، انہوں نے دوبارہ وہی عرض کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کو کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں اور فرمایا کہ تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی عورتوں جیسی ہو۔ چنانچہ کسی شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام پہنچایا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں کئی دنوں تک لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (بخاری و مسلم)

اور پھر یہ رفاقت روضۂ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں بھی برقرار رہی۔ بلاشبہ دنیا میں بہت سے عاشق گزرے ہوں گے، ایسے بھی ہوں گے جنہوں نے محبوب کے لئے تاج شاہی کو ٹھکرا دیا اور ایسے بھی ہوں گے جنہوں نے خوشنودیٔ محبوب کے لئے کوچۂ محبوب میں بستر جما دیا۔ ایسے بھی ہوں گے کہ پل بھر میں نظر اٹکی اور اگلے ہی لمحے جان سولی پر لٹکتی ہوئی نظر آئی مگر پورے شعور، بھرپور ایقان، ثابت قدمی، استقلال اور کامل یکسوئی سے عہد وفا نبھانا صرف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصفِ خاص ہے جس کے آگے دنیا کی ہر "داستانِ وفا" ماند پڑ جاتی ہے اور انہوں نے عشق و محبت کے اظہار کے ایسے انداز رقم فرمائے کہ قیامت تک ہر عاشق سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم محبتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرتا رہے گا اور پھر تعظیمِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال کہ ایک دیہاتی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا نہیں میں خالفہ ہوں۔

جوہری نے مختار الصحاح میں لکھا ہے کہ خالفہ گھر کے اس فرد کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی خوبی نہ ہو، چونکہ خلیفہ خانشین کو کہتے ہیں اس لئے ازراہِ ادب آپ نے اپنے کو اس لفظ کا مصداق نہیں سمجھا اور اس لفظ کو ایک ایسے لفظ میں تبدیل کر دیا جس میں خلافت کا مادہ بھی باقی رہا اور ادب بھی ہاتھ سے نہیں گیا۔

ذاتی حیثیت سے بڑے رقیق القلب ، نرم خو، متواضع ، خاکسار اور زہد وورع کا مجسم پیکر تھے۔ اسلام سے قبل بھی آپ کا دامن اخلاق مراسم جاہلی سے داغدار نہ ہوا۔ خلافت سے پہلے تجارت کرتے تھے۔ خلافت کی ذمہ داری کے بعد یہ شغل جاری نہ رہ سکا۔ چنانچہ بیت المال سے بقدر کفایت روزینہ مقرر کرا کے تجارت چھوڑ دی اور سارا وقت مسلمانوں کی اصلاح و فلاح میں صرف کرنے لگے۔ رقیق القلب ایسے تھے کہ بات بات پر آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں۔ تواضع اور سادگی کا یہ حال تھا کہ محلہ والوں تک کا کام اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے تھے اور پڑوسیوں کے مویشی تک چَراتے اور ان کا دودھ دھودیتے، خلافت ملنے کے بعد ایک لڑکی کو جس کی بکری کا دودھ دھودیا کرتے تھے، بڑی فکر ہوئی۔ آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ خلافت مجھ کو خلقِ خدا کی خدمت سے باز نہیں رکھ سکتی۔ زہد و عبادت کا یہ حال تھا کہ اکثر راتیں قیام میں اور اکثر دن روزوں میں گزارتے تھے۔

احمد نے ابوبکر بن حفص کی زبانی زہد میں لکھا ہے کہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موسمِ سرما کے بجائے عام طور پر موسمِ گرما میں (نفلی) روزے رکھتے تھے۔

انہی وجوہات کی بناء پر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ مقام حاصل ہوا کہ جس کا اندازہ کسی کے بس کی بات نہیں۔ امام بخاری و مسلم راوی ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کو تمام انسانوں سے زیادہ کون محبوب ہے؟ فرمایا عائشہ۔ میں نے عرض کیا مردوں سے؟ فرمایا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نیز فرمایا) بیشک اللہ تعالیٰ آسمان کے اوپر اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ ابوبکر صدیق زمین میں خطا کریں۔

جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام نہایت اعلیٰ وارفع تھا، اسی طرح اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی آپ کی عظمت واضح ہوتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دعا کی یا اللہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نیکیوں میں سے کوئی ایک نیکی مجھے عطا کردے یا اس نیکی کے برابر کسی نیکی کی توفیق عطا کردے اور وہ ان سے کہا کرتے تھے کہ آپ اپنی دو نیکیوں میں سے ایک نیکی مجھے دے دیجئے اور میری عمر بھر کی ساری نیکیاں آپ لے لیجئے انہوں نے پوچھا وہ کون سی دو نیکیاں ہیں؟ فرمایا ایک نیکی تو وہ ہے کہ غار کے اندر جب سانپ نے آپ کے پاؤں کو کاٹا تھا تو آپ کی جان جارہی تھی لیکن آپ نے اپنے پاؤں میں ذرہ برابر جنبش نہ ہونے دی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کے زانو پر آرام فرمارہے تھے اور جب بے چینی کے اس عالم میں آپ کی آنکھوں سے آنسو گرے تو نگاہِ ناز کھل گئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر

قربان ہوں مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔اس ایثار وقربانی کے باوجود بھی کہتے ہیں کہ میں تو قربان ہو ہی گیا میرے ماں باپ بھی آپ پر قربان ہو جائیں۔سانپ نے ڈس لیا۔آپ کی ایک نیکی یہ ہے اور دوسری وہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر پھیلتے ہی ہر چہار طرف سے فتنوں کے دروازے کھل گئے۔کچھ لوگ جو نومسلم تھے اور ایمان ابھی ان کے دلوں میں راسخ نہیں ہوا تھا،انہوں نے سوچا کہ اب تو اسلام ختم ہو جائے گا ایسے ایمان واسلام کی اب ہمیں کیا ضرورت ہے لہٰذا انہوں نے اپنے مرتد ہونے کا صاف طور پر اعلان کردیا۔دوسری طرف سے بعض قبیلہ والوں نے مدینہ میں خبر بھیج دی کہ اب ہم لوگ زکوٰۃ نہیں دیں گے،زکوٰۃ معاف کردی جائے۔اس طرح مانعینِ زکوٰۃ کا ایک گروہ اُٹھ کھڑا ہوا،ایک اور تیسرے گروہ نے یہ سوچا کہ نبی کو نبوت کی وجہ سے شہرت ملی تھی اگر ہم بھی اپنے آپ کو نبی کہلوانا شروع کردیں تو ہمیں بھی شہرت مل جائے گی۔اس کے پیش نظر تین مردوں اور ایک عورت نے اپنی اپنی نبوت کا باقاعدہ اعلان کردیا،اتنے بہت سارے فتنوں نے بیک وقت سر اُٹھایا۔حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مشورے کے لئے صحابہ کرام کو جمع کیا۔لوگوں نے کہا ایسے نازک موقع پر حضرت اسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو باہر بھیجنا مناسب نہیں ہے اگر فوج کو روانہ کردیا اور دارالسلطنت مدینہ خالی رہ جائے یہ بات قرین عقل ودانش نہیں۔حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا کہ جس جھنڈے کو سرکارِ ابدقرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو عطا کیا ہے۔اس جھنڈے کو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کبھی نہیں بھولے گا اور رسول کردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس لشکر کو روانہ ہونے کا حکم صادر فرمایا ہے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اسے روکنے کی

کبھی جرأت نہیں کرے گا لہٰذا آپ نے حضرت اسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جہاد پر روانہ کر دیا۔

دوسرا مسئلہ مانعین زکوٰۃ کا تھا، حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا چلو ان سے قتال کیا جائے۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا وہ تو کلمہ پڑھتے ہیں کیا آپ کلمہ پڑھنے والوں کو قتل کریں گے یہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ذاتی رائے تھی۔ آج کل بعض لوگ فوراً کہہ دیا کرتے ہیں کہ فلاں تو کلمہ پڑھتا ہے، چاہے کچھ بھی بکتا رہے اگر چہ شانِ رسالت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں گستاخی ہی کرتا رہے۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا ''اجبار فی الجاھلیة وخوار فی الاسلام ''عمر زمانۂ جاہلیت میں تو تم بڑی طاقتیں دکھایا کرتے تھے اور اب زمانۂ اسلام میں اتنے کمزور ہو گئے خدا کی قسم! اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جو شخص زکوٰۃ میں ایک بکری بھی دیا کرتا تھا اگر وہ ہمیں دینے سے انکار کرے گا تو ہم اسے قتل کر دیں گے۔ جب زکوٰۃ کا منکر کافر ہے تو ایسے شخص کا کلمہ و نماز کس کام کا؟ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا پہلے تو معاملہ کی گہرائی تک نہ پہنچ سکا تھا لیکن جب انہوں نے یہ بات کہی تو میرے دل نے فوراً اسے قبول کر لیا کہ زکوٰۃ فرائض میں شامل ہے اور ضروریاتِ دین سے ہے، نماز کا انکار کرے جب بھی کافر، حج کا انکار کرے جب بھی کافر، روزے کا انکار کرے جب بھی کافر اور زکوٰۃ کا انکار کرے جب بھی کافر۔ اس نازک موقع پر حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جس قوتِ ایمانی کا مظاہرہ کیا وہ کسی نے بھی نہ کیا۔ یہ وہ نیکی تھی کہ جس کے متعلق حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا کہ یہ نیکی مجھے دے دیجئے۔ اللہ (عزوجل) اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے جو مرتبہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو عطا کیا ہے مسلمان اسی نظر سے انہیں دیکھتے ہیں اور جو لوگ انہیں گھٹانا چاہتے ہیں ان کے مسلمان ہونے میں کوئی صداقت باقی نہیں رہ جاتی ۔ بلاشبہ اسلام کی بنیادی شے کلمہ طیبہ ہے جن لوگوں نے اپنا کلمہ ہی الگ کرلیا ہے ان کا اسلام سے کیا تعلق رہ گیا، ان کا کلمہ ہے ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی خلیفۃ بلا فصل ''اس کے بغیر ان کا کلمہ ہی مکمل نہیں ہوتا۔ یہ کلمہ نہ دورِ صحابہ میں تھا نہ ان میں سے کسی نے پڑھا تو جس کا کلمہ ہی مسلمانوں سے جداگانہ ہے اس کا دعویٰ مسلمانی کیسا؟ یارِ غارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شان میں جو زبان طعن دراز کرتا ہے اس کا اسلام سے کیا تعلق، اس کا فیصلہ تو حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خود فرما گئے ۔ بخاری نے ان کا قول نقل کیا ''افضل الامۃ بعد نبیھا ابوبکر ثم عمر ''امت میں سب سے افضل ترین اور پہلا انسان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ان کے بعد عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں اور ترمذی میں ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا ''من فضلنی علی ابی بکر ''جو مجھے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے افضل بتائے گا میں اس کی تعزیر کروں گا اسے کوڑے لگاؤں گا۔ الحمدللہ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے فرمان عالیشان کے مطابق ہمارا ایمان ہے ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اسی پر قائم ودائم رکھے۔ آمین

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر ہمارے سردار اور ہم میں سب سے زیادہ بہتر وبرتر ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔ (ترمذی شریف)

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسرِ منبر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سوائے امت مسلمہ میں سب سے زیادہ برتر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور جو کوئی اس کے سوائے کچھ اور کہے تو وہ جھوٹا اور لپاڑیا ہے اور اس کی سزا اَسّی کوڑے ہیں۔

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''افضل الناس'' یعنی لوگوں میں سب سے افضل ہیں۔ اگر کسی شخص نے ان کے خلاف کہا تو وہ کذاب ہے اس کو وہ سزا دی جائے گی جو افترا پردازوں کے لئے شریعت نے مقرر کی ہے۔

حضرات یہی تو وجہ ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور اگر حضرت ابوبکر صدیق کے ایمان کو اور تمام روئے زمین کے مؤمنین کے ایمان کو وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکر صدیق کے ایمان کا پلہ غالب اور بھاری رہے گا۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الاعلان یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں ابوبکر کے سینے کا ایک بال ہوتا۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (بخاری شریف)

امیر المومنین حضرت علی کا ارشاد ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہترین ابوبکر و عمر ہیں۔ حضرت امام ذہبی نے فرمایا کہ یہ مقولہ حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطورِ حدیث متواتر منقول ہے لہٰذا رافضیوں پر اللہ کی لعنت ہو کہ وہ کتنے بڑے جاہل ہیں۔

اسی طرح روایت ہے کہ ایک مرتبہ اسد اللہ الغالب حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کے پاس سے گزرے۔اس وقت حضرت ابوبکر صدیق ایک کپڑا اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے۔مولائے کائنات نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ کوئی نامہ اعمال والا جو اللہ سے ملاقات کرے گا میرے نزدیک اس کپڑا اوڑھنے والے شخص سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔(تاریخ الخلفاء،ص۵۹)

اسی لئے علامہ سیوطی اور علامہ ابن حجر مکی،امام بزاز اور ابونعیم ''فضائل صحابہ'' میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا لوگوں مجھے بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے۔آپ نے فرمایا''ابوبکر صدیق'' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پکڑا ہوا تھا ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر غالب آنے کی کوشش کررہا تھا دوسرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گرانا چاہتا تھا اور وہ کہہ رہے تھے تم ہی وہ ہو جس نے کئی خداؤں کو ایک بنادیا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بخدا ہم میں سے کوئی قریب نہیں گیا سوائے ابوبکر کے کہ وہ ایک کو مارتے ہوئے اور دوسرے کو دھکیلتے ہوئے آگے بڑھے اور فرمایا تمہارے لئے ہلاکت ہو تم اس ذاتِ کریم کو اس لئے شہید کرنا چاہتے ہو کہ وہ فرماتے ہیں میرا رب ''اللہ تعالیٰ'' ہے پھر حضرت علی نے جو چادر اوڑھی ہوئی تھی ، اُٹھائی اور رو دیئے اور اتنا روئے کہ ان کی داڑھی مبارک تر ہوگئی۔پھر حضرت علی نے

فرمایا میں تم سے پوچھتا ہوں کہ فرعون کے زمانے کے مومن بہتر تھے یا ابوبکر؟ لوگ چپ رہے تو فرمایا تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ بخدا ابوبکر کی ایک ساعت (حیات) آلِ فرعون کے مومن کی ہزار ساعتوں سے بہتر اور برتر ہے، اس لئے کہ انہوں نے اپنا ایمان (ڈر کی وجہ سے) چھپایا تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار علی الاعلان کیا۔

طبرانی نے اوسط میں عمار بن یاسر سے روایت کیا ہے کہ جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کسی صحابی کو فوقیت و برتری دی تو اس نے مہاجرین وانصار پر ظلم کیا۔

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھنا ایمان ہے اور ان سے بغض وعداوت رکھنا کفر ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ومعرفت دراصل عین سنت اور سنت کی پیروی ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر، عمر، عثمان اور علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے محبت کرنا تم پر ایسے فرض کیا جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کو فرض فرمایا، جس نے ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض وعناد رکھا اللہ تعالیٰ اس کی نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج قبول نہ فرمائے گا۔

امام بزاز حضرت اسید بن صفوان سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسد مبارک کپڑے سے ڈھانک دیا گیا، مدینہ طیبہ آہ وبکا سے گونج اُٹھا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال

کے روز کی طرح لوگوں پر دہشت چھا گئی، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی سے چلتے ہوئے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے تشریف لائے کہ آج خلافت نبوت کا (ایک دور) ختم ہوگیا حتیٰ کہ اس مکان کے دروازے پر کھڑے ہوگئے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور فرمایا اے ابوبکر اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ اسلام لانے میں سب سے پہلے، ایمان لانے میں سب سے زیادہ مخلص، یقین میں سب سے زیادہ مضبوط، سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے، سب سے زیادہ مشقت اُٹھانے والے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والے، راہِ اسلام پر سب سے تیز، صحابہ کرام میں سب سے زیادہ امین، صحبت میں سب سے بہتر، مناقب میں سب سے زیادہ افضل، نیکیوں میں سب سے سبقت والے، درجے میں سب سے زیادہ بلند، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب، سیرت، اخلاق اور عمر میں سب سے زیادہ مشابہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سب سے زیادہ معتمد مرتبے کے اعتبار سے سب سے اشرف اور سب سے زیادہ مکرم تھے، اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

آج تمام امتِ مسلمہ کا قرآن وسنت پر متفق ہونا اور احکامِ اسلامی پر مکمل کاربند رہنا حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائے اسلام ہی سے فتنوں کا سدباب فرما کر امتِ مسلمہ کو سیدھے راستے پر گامزن رکھا۔ اسی لئے ہم سب پر فرض ہے کہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اقدس کو خراجِ تحسین پیش کریں کیونکہ یہ مرضی سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بھی ہے، اسی لئے صواعق محرقہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری تمام امت پر ابوبکر سے محبت رکھنا اور اس کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔

برادرانِ اسلام! اب اس سے ہر شخص با آسانی سمجھ سکتا ہے کہ خداوند قدوس نے جس مقدس ہستی کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت کے کاموں کو انجام دینے کے لئے تمام عالم میں سے انتخاب فرمایا۔ اس کے کتنے جامع الکمالات اور مجمع الفضائل ہوں گے اور ان کی جناب میں حسنِ عقیدت اور الفت و محبت کس قدر لازم الایمان اور واجب العمل ہوگی۔

حضرات! اگر کوئی بیٹا اپنے باپ کے منتخب اور گہرے دوستوں سے بغض و عناد رکھے اور نفرت کرے تو ساری دنیا کا یہی فیصلہ ہوگا کہ یہ بیٹا اپنے باپ کا انتہائی ناخلف اور نالائق بیٹا ہے اور ہرگز ہرگز یہ بیٹا کبھی بھی اپنے باپ کی نگاہ میں پسندیدہ نہیں ہوسکتا تو یاد رکھئے کہ کوئی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امتی کہلانے والا اگر سرکارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے منتخب اور جاں نثار حقیقی دوست سے بغض وعناد اور نفرت رکھے گا تو خدا کی قسم وہ انتہائی نالائق امتی کہلائے گا بلکہ درحقیقت وہ امتی کہلانے کا حقدار ہی نہیں ہوگا اور ہرگز ہرگز کبھی بھی وہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں مقبول نہیں ہوسکتا بلکہ خدا و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے دربار سے اس پر ایسی لعنت اور پھٹکار پڑے گی کہ جہنم اور عذابِ نار کے سوا اس کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحبہ اجمعین

فرمانِ خداوندی

فَاِنۡ اٰمَنُوۡا بِمِثۡلِ مَآ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ فَقَدِ اهۡتَدَوۡا ۔(پارہ۱،سورۃ البقرہ،آیت ۱۳۷)

ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پاگئے۔

فرمانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

أصحابي كالنجوم، فبأيهم اقتديتم اهتديتم۔

ترجمہ: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

محترم قارئین! اسلامی سال کا چھٹا مہینہ جمادی الاخریٰ ہے، اس کی ۲۲ تاریخ کو امت کے سب سے بڑے ولی علم کے وارث امیر المومنین سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا، ہم سنی حضرات اپنے بزرگوں کا ذکر ہر مہینے یاد رکھتے ہیں خاص طور پر ان کے وصال کے مہینے اور ان کی تاریخِ وصال کو بڑے اہتمام سے مناتے ہیں کہ یہ مہینہ و تاریخ اور گھڑی اپنے رب سے وصال کی گھڑی ہوتی ہے۔ ان ہی نفوسِ قدسیہ میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارکہ ہے جن کا خطبہ ساری دنیا میں خطباتِ جمعہ میں سوائے رافضیوں کے اسی طرح پڑھا جاتا ہے ''افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ''یعنی انبیائے کرام علیہم السلام

کے بعد سارے انسانوں میں سب سے بزرگ ترین انسان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، یہ تو ساری دنیائے اسلام کا ایک متفقہ مسئلہ ہے نیز ان کی اولیت بہت ساری باتوں میں ہے اور ابوبکر آپ کی کنیت ہے، ابو کے معنی والا کے ہیں جیسے ابوہریرہ بلی والے بکر کے معنی اولیت کے ہیں، ابوبکر کے معنی اولیت والے ہوا چونکہ آپ ایمان، ہجرت، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد وفات میں اور قیامت کے دن قبر کھلنے وغیرہا سب کاموں میں آپ اول ہیں اس لئے آپ کی کنیت ابوبکر ہوئی۔

بزرگوں کی یاد سے ہمیں دینِ اسلام کا سبق یاد رہتا ہے اور پھر ان بزرگوں نے جس محنت کے ساتھ دینِ اسلام کی آبیاری فرمائی ہم پر لازم ہے کہ کم ازکم ان کی فضیلت کا چرچا عام کریں جیسا کہ قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝ (پارہ ۱۹، سورۂ فرقان، آیت ۶۴)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام میں۔

اور سورۂ یونس میں ارشاد فرمایا:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پارہ ۱۱، سورۂ یونس، آیت ۶۲)

ترجمہ کنزالایمان: سن لو! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

معلوم ہوا ان کا ذکر خیر کرنا سنت الٰہی ہے اور باعثِ خیر وبرکت ہے۔

ایک باکمال استاد جو بہت سی خوبیوں کا جامع ہوتا ہے، اپنے جس شاگرد میں جس خوبی کی ممتاز صلاحیت پاتا ہے اسی خوبی میں اس کو باکمال بناتا ہے جس میں فقیہ

بننے کی زیادہ صلاحیت پاتا ہے اسے فقیہ بناتا ہے جس میں مقرر بننے کی صلاحیت واضح ہوتی ہے اسے کامیاب مقرر بناتا ہے اور جس میں مصنف بننے کی صلاحیت غالب ہوتی ہے اسے باکمال مصنف ہی بناتا ہے تو ہمارے آقا و مولیٰ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے جس صحابی میں جس خوبی کی ممتاز صلاحیت پائی، اسی وصفِ خاص میں اسے کامل بنایا لہٰذا اپنے پیارے صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صدیق بننے کی صلاحیت کو واضح طور پر محسوس فرمایا تو اسی وصف میں ان کو ممتاز و کامل بنایا اور صدیق ہونا ایسا وصف ہے جو بہت سی خوبیوں کا جامع ہے اور اس وصف خاص کے سب سے زیادہ مستحق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی تھی، اسی لئے وہ اس سے سرفراز فرمائے گئے

اصدق الصادقین سیّد المتقین
چشم و گوش و زارت پر لاکھوں سلام

خلفائے راشدین میں سے سب سے پہلے خلیفہ اور حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانشین اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ کے بلند درجات ومراتب اور آپ کے فضائل ومناقب کا کیا کہنا، تمام علمائے اہلسنّت وجماعت کا اس مسئلہ پر اجماع واتفاق ہے کہ حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد آپ تمام لوگوں سے افضل ہیں اور تمام خلفاء راشدین میں اعلیٰ وافضل ہیں۔

آپ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں

حدیث شریف میں ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

ماطلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر

الا ان یکون نبیا۔(تاریخ الخلفاء)

یعنی نبی کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل کسی شخص پر سورج نہ طلوع ہوا نہ غروب۔

حضرات! افضل البشر بعد الانبیاء، خلیفہ اول وجانشین مصطفی، حضرت ابوبکر صدیق باوفا کے فضائل ومناقب اوران کی مدح وثنا کا کیا کہنا، آپ محبوبِ خدا کے یارِ غار اور شمع نبوت کے جاں نثار ہیں۔ آپ اپنے صدق وصفا اور محبت حبیبِ خدا کی بدولت اس قدر جامع الکمات اور مجمع الفضائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں اور بارگاہِ خدا ورسول میں آپ کی مقبولیت و محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ مقدّس قرآن کی بہت سی آیاتِ بینات آپ کی شان میں نازل ہوئیں اوراحادیثِ کریمہ میں آپ کے کثرتِ فضائل کا یہ حال ہے کہ خاص آپ کے فضائل میں ۱۸۱ حدیثیں مروی ہیں اور ۸۸ احادیث مبارکہ ایسی ہیں جن میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کا نام آیا ہے اور ۱۷ حدیثیں ایسی ملتی ہیں جن میں خلفاءِ ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم تینوں خلفاء کا تذکرہ ملتا ہےاور ۱۴ احادیث مقدسہ میں چاروں خلفاء کا نام نامی واسم گرامی مذکور ہےاور ۱۶ حدیثیں ایسی ہیں جن میں چاروں خلفاء راشدین کے ساتھ ساتھ دوسرے صحابہ بھی شریک فضائل ہیں۔اس طرح کُل ۳۱۶ حدیثوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے کر سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے یارِ غار اور رفیق جاں نثار کے مناقب وفضائل کا اظہار فرمایا ہے۔ان کے علاوہ بیشمار آیات واحادیث میں ''سابقین واولین''، مومنین ومہاجرین اورمجاہدین کاملین وغیرہ کے فضائل میں ضمنی

طور پر آپ کے فضائل وکمالات اس کثرت سے مذکور ہیں کہ ان کا شمار دشوار ہے۔ الغرض فضائل صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آیتوں اور حدیثوں پر نظر ڈالنے کے بعد بلاخوف وتردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن وحدیث میں جس کثرت سے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یارِ غار یعنی صدیق باوقار کے محامد ومحاسن کا خطبہ پڑھا گیا ہے، اتنا کسی بھی صحابی کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

نام ونسب

خلیفۂ اول ، جانشین پیغمبر، امیر المومنین، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی "عبداللہ"، "ابوبکر" آپ کی کنیت اور "صدیق وعتیق" آپ کا لقب ہے۔آپ قریشی ہیں۔آپ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ ہے اور آپ کی والدہ محترمہ کا نام سلمیٰ ہے جن کی کنیت اُم الخیر ہے۔آپ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں مرہ بن کعب پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شجرۂ نسب سے مل جاتا ہے۔آپ واقعۂ فیل کے تقریباً ڈھائی برس بعد مکہ شریف میں پیدا ہوئے۔

فضائل وکمالات

آپ اس قدر جامع الکمالات اور مجمع الفضائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام اگلے اور پچھلے انسانوں میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور سفر ووطن کے تمام مشاہد و اسلامی جہادوں میں مجاہدانہ کارناموں کے ساتھ شامل ہوئے اور صلح وجنگ کے تمام فیصلوں میں آپ شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر ومشیر بن کر مراحل نبوت کے ہر ہر موڑ پر آپ کے رفیق وجاں نثار رہے۔(اکمال وتاریخ خلفاء)

حضرات! سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل وکمالات بیشمار ہیں، مختلف عنوان سے ذیل کی سطور میں ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی صحابیت پر اپنی شہادت کی مہر ثبت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے ''اذا یقول لصاحبہ''یعنی جب محبوب اپنے یارِ غار سے فرماتے اور اپنے محبوب کا یارِ غار فرماتا ہے اور ان کے قلب پر سکینۂ رحمت نازل فرماتا ہے، یہ وہ کرامتیں اور عظمتیں ہیں جو کسی صحابی کو نصیب نہ ہوئیں۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اعزاز واکرام کے وہ تاج شہنشاہی ہیں کہ جن کو دیکھ کر اس کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ ''ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم'' یہ سب اللہ کا فضل ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

خصوصیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بہت سی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن میں سے چند خصوصیات یہ ہیں:

- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریباً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم عمر تھے اور طبیعت کی یکسانیت کی وجہ سے بچپن ہی سے دونوں حضرات میں گہرے تعلقات اور روابط پیدا ہوگئے تھے۔ ان روابط کی وجہ سے دونوں حضرات ایک دوسرے کے اخلاق وسیرت سے اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے۔
- جن دس صحابہ کرام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی زندگی میں جنت کی بشارت دی ان میں آپ سرفہرست ہیں۔

❁ ایک بہت بڑی خصوصیت آپ کی یہ بھی ہے کہ آپ صحابی، آپ کے والد ابو قحافہ صحابی، آپ کے صاحبزادے عبدالرحمن صحابی اور ان کے صاحبزادے ابوعتیق محمد صحابی یعنی آپ کی چار نسل صحابی ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

❁ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے والد ابو قحافہ اور ان کے پوتے (عبدالرحمن) کے بیٹے ابوعتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض حاصل کیا، کسی اور خاندان کو یہ خصوصیت حاصل نہیں ہوئی۔

❁ آپ اپنے خاندان میں اور تمام مسلمانوں میں بہت معزز اور باوقار خوش گفتار، اعلیٰ کردار، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشقِ زار، اللہ اور اس کے رسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گستاخوں سے بہت بیزار شخصیت کے مالک تھے حتیٰ کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی کفر وشرک سے بیزار تھے چنانچہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ المصابیح میں ''معال العرش الحبیب'' کے حوالے سے نقل فرمایا ہے جو تفصیلاً صفحہ ۸۱ پر درج ہے۔

❁ ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ذاتِ مبارکہ ہیں جن کی زندگی کا ایک گھنٹہ دوسروں کے ہزار گھنٹوں سے افضل ہے۔

❁ ابویعلی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں شبِ معراج آسمانوں پر گیا اور ہر آسمان پر میں نے اپنا نام ''محمد رسول اللہ'' اور اس کے بعد ابوبکر صدیق لکھا ہوا دیکھا۔ اس حدیث کی اسناد ضعیف ہیں لیکن ابنِ عباس، ابن عمر، انس، ابوسعید اور ابودرداء کے ذریعہ بھی یہی حدیث بیان کی جاتی ہے اور ضعیف اسناد ان اشخاص کے سلسلہ کی وجہ سے قوی ہو جاتی

ہیں۔

❁ تعبیر بہت خوب جانتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے خواب کی تعبیر پوچھا کرو۔

❁ سعد بن حبان زرگر کی زبانی لکھا ہے کہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا ''نعم القادر الله'' سب سے اچھا قدرت والا اللہ ہے۔

عالمِ ارواح کا عهد بهی یاد هے

❁ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا تمہیں وہ وقت یاد ہے، فرمایا ہاں مجھے وہ وقت یاد ہے کہ سب سے پہلے ''بلیٰ'' آپ نے فرمایا تھا۔

نوٹ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نہ فرمایا کہ کون سا وقت یعنی غارِ ثور، ہجرت وغیرہ کا اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو منشاء ومقصود کو کتنا سمجھتے تھے۔

ابنِ عساکر، حضرت امام شعبی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدائے عزوجل نے ایسی چار خصوصیات سے مختص فرمایا جن سے کسی کو سرفراز نہیں فرمایا۔

اوّل: آپ کا نام صدیق رکھا اور کسی دوسرے کا نام صدیق نہیں۔

دوم: آپ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غارِ ثور میں رہے۔

سوم: آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت میں رفیقِ سفر رہے۔

چہارم: سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو حکم فرمایا کہ آپ صحابہ کرام کو نماز پڑھائیں اور

دوسرے لوگ آپ کے مقتدی بنیں۔

❁ ابن عساکر نے لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھے خصائل تین سو ساٹھ ہیں جس پر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ میں بھی کوئی ہے؟ ارشاد ہوا مبارک ہو، تمام خصائل حسنہ تم میں موجود ہیں۔

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آیتِ قرآنی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف وتوصیف، عظمت وشان اور فضائل ومناقب میں قرآن مجید کی بہت سی آیاتِ کریمہ نازل ہوئی ہیں یہاں تک کہ بہت سے بزرگوں نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ ان آیتوں میں سے چند آیتیں بطورِ نمونہ یہاں تحریر کی جاتی ہیں، ان کو یاد کر لیجئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت وعقیدت سے اپنے سینہ کو انوار کا گنجینہ بنائے رکھئے۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالہ سے لکھا ہے کہ

وَشَاوِرۡهُمۡ فِى الۡاَمۡرِ‌ۚ ۔ (پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۵۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔

یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (المستدرك على الصحيحين)

وَلَا يَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡكُمۡ وَالسَّعَةِ اَنۡ يُّؤۡتُوۡۤا اُولِى الۡقُرۡبٰى وَالۡمَسٰكِيۡنَ وَالۡمُهٰجِرِيۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌‌ ۖ وَلۡيَعۡفُوۡا وَلۡيَصۡفَحُوۡا‌ ؕ اَلَا

تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ O (پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۲۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی، اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں، کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والوں میں منافقوں کے ساتھ حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شریک ہو گئے تھے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خالہ کے بیٹے تھے اور جو نہایت مفلس مہاجر تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی ہمیشہ مالی مدد کرتے رہتے تھے مگر جب منافقوں کے ساتھ مل کر حضرت مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تہمت کے گناہ عظیم میں مبتلا ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا عظیم صدمہ اور رنج و قلق ہوا کہ آپ نے جوشِ غضب میں یہ قسم کھا لی کہ اب میں کبھی مسطح کو کوئی مالی امداد نہیں دوں گا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصور معاف کر دینے اور ان کی مالی امداد جاری رکھنے کا حکم فرمایا چنانچہ آپ نے قسم توڑ کر فوراً ہی اس حکم پر عمل کیا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

''اولوا الفضل'' (فضیلت والے) فرما کر ایسی فضیلت عظمیٰ سے سرفراز فرمادیا ہے کہ آپ کے علوشان کی مثال نہیں مل سکتی۔

خدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (پارہ ۲۴، سورۂ الزمر، آیت ۳۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔

اس آیتِ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جو سچائی لایا یعنی سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی لوگ متقی ہیں۔

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے ہی مروی ہے کہ یعنی ''الذی جاء بالصدق'' سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو سچائی لانے والے ہیں اور ''وصدق بہ'' سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی اور سب سے پہلے ایمان لائے۔ (تفسیر الکبیر)

ابن حاتم ابن شوذب سے روایت کرتے ہیں کہ

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ (پارہ ۲۷، سورۂ الرحمن، آیت ۴۶)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں نازل ہوئی ہے۔

لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۠ ۝ (پارہ ۲۷، سورۂ الرعد، آیت ۱۰)

ترجمہ کنز الایمان: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب (صحابہ) سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

کلبی نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ وہ پہلے شخص ہیں جو اسلام لائے اور پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کیا اور پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں جہاد کیا۔ (خزائن العرفان)

ابن حاتم نے بروایت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے آقا امیہ بن خلف سے ایک چادر اور دس اوقیہ غلہ کے عوض خرید کر آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں سورۂ واللیل کی چند آیات مبارکہ نازل فرمائیں

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰۤی ۝ اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰی ۝ (پارہ ۳۰، سورۂ واللیل، آیت ۱ تا ۴)

ترجمہ: اور رات کی قسم جب چھائے اور دن کی جب چمکے اور اس کی جس نے نر و مادہ بنائے، بیشک تمہاری کوشش مختلف ہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہمارے خاندان والوں کا بیان

ہے کہ

فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَاتَّقٰی ۝ (پارہ ۳۰،سورۂ واللیل،آیت ۵)

ترجمہ کنزالایمان: تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی۔

یہ پوری آیت آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

وَسَیُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقَی ۝ الَّذِیۡ یُؤۡتِیۡ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی ۝ وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَهٗ مِنۡ نِّعۡمَةٍ تُجۡزٰۤی ۝ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِ الۡاَعۡلٰی ۝ وَلَسَوۡفَ یَرۡضٰی ۝ (پارہ ۳۰، سورۂ واللیل،آیت ۱۷ تا ۲۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور بہت اس (جہنم) سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

ابن حاتم اور طبرانی نے لکھا ہے کہ سورہ واللیل کی آخری پانچ آیتیں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس لئے نازل ہوئی کہ انہوں نے ان سات غلاموں کو جن پر ان کے آقا ہر نوع کے مظالم ڈھاتے تھے، خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ بزار نے لکھا ہے کہ سورہ کے اخیر تک ''وما لا حد عندہ من نعمة تجزی'' کی آیتیں آپ ہی کی شان میں وارد ہیں۔

ان آیتوں کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت گراں قیمت دے کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا تو

کفار کو بڑی حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ شاید بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا کوئی احسان رہا ہوگا جو اتنی گراں قدر قیمت دے کر انہوں نے خریدا، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور ظاہر فرما دیا گیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی کا کوئی احسان ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح دوسرے بہت سے غلاموں اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد کیا جن کو اسلام لانے کے سبب سے کفار بہت زیادہ تکلیفیں دیا کرتے تھے۔ اسی طرح علامہ ابنِ جوزی اور دوسرے محدثین ومفسرین نے بالاتفاق یہ فرمایا ہے کہ سورۂ واللیل کی یہ آخری آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ دستور تھا کہ آپ ان کمزور اور بوڑھے غلاموں کو جو مسلمان ہونے کی وجہ سے کفار کے ہاتھوں ستائے جاتے تھے اپنی دولت سے خرید خرید کر آزاد کر دیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ کے والد ماجد حضرت ابوقحافہ نے فرمایا بیٹے میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزور اور ضعیف غلاموں کو خرید کر آزاد کر رہے ہو کاش تم ان کے بجائے قوی اور طاقتور غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے تو آڑے وقت میں وہ لوگ تمہارے کام آتے اور تمہاری مدد کرتے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ابا جان! ان غلاموں کی آزادی سے میرا مقصد صرف اپنے مولیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنا ہے، مجھے ان سے کوئی دنیاوی فائدہ حاصل کرنا نہیں ہے۔

ان آیتوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ ذیل فضائل واضح ہوتے ہیں۔

(۱) وہ جہنم سے بہت دور رکھے جائیں گے۔

(۲) وہ سب سے بڑھ کر پرہیز گار ہیں۔

(۳) وہ صرف اپنے نفس کی ستھرائی اور خدا کی رضا جوئی کے لئے اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

(۴) کسی کا ان پر کوئی احسان نہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور ان کو خوش کر دے گا۔

حضرات! غور فرمایئے کہ ان آیتوں میں خداوند عالم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''اتقی'' کا خطاب عطا فرمایا ہے یعنی سب سے زیادہ پرہیز گار اور قرآن مجید کی دوسری آیت میں یہ ارشاد فرمایا ہے

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ؕ ۔ (پارہ ۲۶، سورۂ الحجرات، آیت ۱۳)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

یعنی خدا کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

تو بلاشبہ ثابت ہو گیا کہ جب صدیق اکبر ''اتقی'' یعنی سب سے زیادہ پرہیز گار ہیں تو پھر یقیناً آپ اکرم الخلق اور افضل البشر بعد الانبیاء ہیں یعنی انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں آپ افضل و اعلیٰ ہیں۔

الغرض امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں قرآنِ مجید کی بہت سی آیتیں نازل ہوئیں ہیں۔ان میں سے یہ چند آیاتِ مبارکہ ہیں اور حدیثیں تو آپ کے فضائل میں اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا شمار دشوار ہے۔

سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور احادیث

میرے بزرگوں اور بھائیو! قرآنِ مجید نے کس کس طرح فضائل صدیق اکبر کا خطبہ پڑھا۔ان میں سے چند آیتیں اوپر بیان ہوئی ہیں۔اب میں چاہتا ہوں کہ چند حدیثیں بھی سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب کی عرض کردوں، یہ بات تو میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ وہ احادیثِ مبارکہ جن میں نام لے کر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت صدیق اکبر کے فضائل ومناقب کو بیان فرمایا ہے، ان کی تعداد ۳۱۶ ہے مگر میں اس وقت ان میں سے صرف چار حدیثوں کا ذکر کرتا ہوں، بغور ملاحظہ فرمایئے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

إن من أمن الناس علی فی صحبته وماله أبو بكر ۔(مشکاۃ المصابیح،ص ۵۴۴)

یعنی، تمام لوگوں میں سب سے بڑھ کر مجھ پر اپنی صحبت اور اپنے مال سے احسان کرنے والے ابوبکر ہیں۔

دوسری حدیث میں یوں ارشاد فرمایا کہ

ما لأحد عندنا يد إلا وقد كافيناه ما خلا أبا بكر فإن له عندنا يدا يكافيه الله بها يوم القيامة وما نفعني مال قط ما نفعني مال أبي بكر ولو كنت متخذا خليلا لا تخذت أبا بكر خليلا ألا وإن صاحبكم خليل الله۔(مشکاۃ المصابیح)

یعنی جس کسی کا بھی احسان مجھ پر تھا میں نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے سوائے ابوبکر کے، کہ میں نے اس کے احسانوں کا بدلہ نہیں چکایا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے احسانوں کا بدلہ میری طرف سے اسے قیامت کے دن عطا فرمائے گا اور کسی کے مال سے مجھے اتنا نفع نہیں پہنچا اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو اپنا خلیل بناتا تو یقینا میں ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا، لیکن سن لو کہ میں اللہ کا خلیل ہوں۔

محترم قارئین کرام! اللہ اکبر! صدیق اکبر کی جاں نثاری رسول کے قربان جایئے، اللہ اللہ تمام عالم کے محسنِ اعظم، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ابوبکر کے اس قدر ممنونِ احسان ہوں کہ میں نے اس کے احسانوں کا بدلہ اس کو دنیا میں نہیں دیا ہے بلکہ خلّاقِ عالم جل جلالہ میری طرف سے ابوبکر کو اس کے احسانوں کا بدلہ قیامت کے دن عطا فرمائے گا۔

نوٹ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے اوپر احسان بتارہے ہیں لیکن حقیقتاً نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تو کوئی احسان نہیں تھا بلکہ وہ دین کے لئے تھا جس نے بھی جو کچھ پیش کیا تھا اور رسولِ کردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی تھی، وہ ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نہیں تھا بلکہ دین کے لئے تھا لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کی تقویت اور دین داری کے لئے فرماتے ہیں کہ تمہارا مجھ پر احسان تھا تم لوگوں نے میرا ساتھ دیا اور میرے کہنے پر دین کی راہ میں مالی قربانیاں پیش کیں (مامن ید) جس نے بھی میرے ساتھ جو احسان کیا تھا (الا وقد کافیناہ) ہم نے سب کا بدلہ اتار دیا ہے کسی کا احسان مجھ پر باقی نہیں ہے (ما خلا ابا بکر) لیکن ابوبکر کا احسان باقی ہے کہ جن کا بدلہ میں نہیں دے سکا ہوں اللہ تعالیٰ ان کا بدلہ دے گا۔

ایک مرتبہ حضرت جبریل امین علیہ السلام آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے فضائل بیان کرو، عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر حضرت نوح علیہ السلام کی عمر یعنی ساڑھے نو سو برس تک دنیا میں رہنے کا موقع مل جائے تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کرسکوں گا پھر حضرت جبریل علیہ السلام عرض کرتے ہیں ''وعمر حسنة من حسنات ابی بکر ''لیکن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اتنے فضائل کے ہوتے ہوئے بھی وہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ایک نیکی کے برابر ہیں تو اب آپ غور فرمائیں کہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیوں کا کیا عالم ہوگا۔

شیطان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی شکل نہیں اختیار کرسکتا

خطیب ''تاریخ خطیب'' میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من رآنی فی المنا م فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل ومن رای ابابکر الصدیق فی المنام فقد رآہ فان الشیطان لا یتمثل بہ

یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا اور جس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، واقعی اس نے انہی کو دیکھا کیونکہ شیطان ان کی شکل بھی اختیار نہیں کرسکتا۔

افضل البشر بعد الرسل والانبیاء

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالاتِ زندگی

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہد جاھلیت میں

زمانۂ جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی برادری میں سب سے زیادہ مالدار تھے۔ مروت واحسان کا مجسمہ تھے، قوم میں بہت معزز سمجھے جاتے تھے، گمشدہ کی تلاش آپ کا شیوہ رہا اور مہمانوں کی آپ خوب میزبانی فرماتے تھے، آپ کا شمار رؤسائے قریش میں ہوتا تھا۔ وہ لوگ آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے اور آپ سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔ آپ قریش کے ان گیارہ لوگوں میں سے ہیں جن کو ایام جاہلیت اور زمانۂ اسلام دونوں میں عزت و بزرگی حاصل رہی کہ آپ عہد جاہلیت میں ''خون بہا'' اور جرمانے کے مقدمات کا فیصلہ کیا کرتے تھے جو اس زمانہ کا بہت بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا۔

آپ نے عہد جاہلیت میں کبھی شراب نہیں پی۔ ایک بار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے زمانۂ جاہلیت میں شراب پی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ خدا کی پناہ میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ لوگوں نے کہا کیوں؟ فرمایا

کنت اصون عرضی واحفظ مروتی

یعنی اپنی عزت وآبرو کو بچاتا تھا اور مروت کی حفاظت کرتا تھا۔

اس لئے کہ جو شخص شراب پیتا ہے، اس کی عزت وناموس اور مروت جاتی

رہتی ہے۔ جب اس بات کی خبر حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا ابوبکر نے سچ کہا، ابوبکر نے سچ کہا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آپ کا اسلام

حضرات! اسلام میں آپ کا شمار سابقین اولین میں ہے چنانچہ صحابہ اور تابعین کی ایک بہت بڑی جماعت کا یہی قول ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت میمون بن مہران جو ایک مشہور محدث ہیں ان سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت ابوبکر پہلے اسلام لائے یا حضرت علی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت ابوبکر تو بحیریٰ راہب کے زمانے ہی میں ایمان لا چکے تھے اور اس وقت تک تو حضرت علی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے لیکن بہر حال بعض صحابہ اور تابعین کا یہ بھی قول ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی ہیں اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ سب سے پہلے حضرت بی بی خدیجہ مشرف با اسلام ہوئیں۔ ان مختلف اقوال میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت ہی اچھی تطبیق اس طرح دی ہے کہ آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر نے اسلام قبول کیا اور عورتوں میں سب سے پہلے بی بی خدیجہ ایمان لائیں اور بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ مشرف باسلام ہوئے۔

بہر حال اس میں کوئی کلام نہیں کہ آپ سابقین اولین میں سے ہیں۔ اسلام لانے کے کے بعد کفار نے آپ پر بڑے بڑے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے مگر آپ انتہائی اولوالعزمی اور جوانمردی کے ساتھ کافروں کی سختیوں اور اذیتوں کا مقابلہ کرتے رہے۔

ادبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اوسط میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی یہ ہے کہ منبر نبوی پر جہاں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نشست فرماتے تھے، اس مقام پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی بھر کبھی نشست نہیں کی۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تاحیات اس مقام پر نشست نہیں کی، جہاں برسرِ منبر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نشست کرتے تھے بلکہ ہمیشہ اس کے نیچے ہی بیٹھتے تھے۔ (طبرانی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم وفضل

حضرات! اسی طرح آپ کی علمی جلالت کا یہ عالم ہے کہ آپ بالاتفاق ''اعلم الصحابہ'' یعنی صحابہ کرام سے زیادہ علم والے ہیں۔ آپ حافظِ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ فنِ قرأت کے بھی ماہر تھے۔ اسی طرح علم الانساب اور تعبیر خواب میں بھی آپ کو یدطولیٰ حاصل تھا اور خطبات کی فصاحت و بلاغت میں آپ یکتا اور یگانۂ روزگار تھے، ہر اس موقع پر جب صحابہ کو کوئی مشکل مسئلہ پیش آجاتا تھا تو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ ہمیشہ حدیث سنا کر صحابہ کے مشکل سے مشکل اشکال کو حل فرمادیا کرتے تھے۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں کون فتویٰ دیا کرتا تھا؟ انہوں نے فرمایا ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

علمی کمالات

جماعت صحابہ کرام میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ اسرار شریعت کے محرم اور روحِ اسلامی کے دانائے راز تھے۔قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، اسلامی علوم میں آپ کا پایہ نہایت بلند تھا۔قرآن کے فہم تدبر میں ایسا ذہن اور دقیق نظر پائی تھی کہ ان کی نگاہ ان نکات تک بآسانی پہنچ جاتی تھی جن کی طرف عام صحابہ کرام کا ذہن بھی منتقل نہ ہوسکتا تھا۔علم الانساب کے جو عربوں کا بڑا امتیاز علم تھا، بڑے ماہر تھے اور ان کا شمار ان علمائے انساب میں تھا جو سارے عرب میں منتخب مانے جاتے تھے۔شعر و سخن سے ذوق تھا اور زمانۂ جاہلیت میں شعر بھی کہتے تھے لیکن اسلام کے بعد شاعری ترک کردی تھی۔ابن رشیق نے کتاب العمدہ میں آپ کے بعض اشعار نقل کئے ہیں اگرچہ آپ کوئی زبان آور خطیب نہ تھے لیکن تقریر نہایت موزوں اور موثر ہوتی تھی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد شدتِ الم میں صحابہ کرام پر جو بے چینی طاری ہوگئی تھی اس کو آپ ہی کی تقریر نے دور کیا تھا۔سقیفہ بنی ساعدہ کے فتنہ کو آپ ہی کی تقریر نے ٹھنڈا کیا۔

نوٹ: علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب سے زیادہ احادیث یاد تھیں اس لئے کہ آپ سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے لیکن امورِ خلافت کے معاملات میں مصروفیت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کے غم میں صحت کی خرابی کے سبب آپ کی بہت کم روایات ہیں۔

سراپائے صدیق

ابن سعد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالہ سے لکھا ہے ایک

شخص نے ان سے کہا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سراپا بیان فرمایئے، والد بزرگوار کا رنگ سرخ وسفید جسم، نہایت موزوں، رخسار ذرا دبے ہوئے، پیٹ پر سے پاجامہ نیچے کو کھسک جاتا، پیشانی عرق آلود رہتی، چہرہ پر گوشت زیادہ نہ تھا، نظریں نیچے رکھتے، بلند پیشانی تھی، انگلیوں کی جڑوں میں گوشت نہ تھا اور یہ آپ کا مختصر سا حلیہ ہے۔ آپ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے۔

خشیتِ الٰہی

احمد نے بحوالہ معاذ بن جبل لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک باغ میں گئے جہاں ایک درخت کے سایہ میں ایک چڑیا دیکھ کر ایک ٹھنڈی سانس کھینچی اور فرمایا چڑیا! تو بڑی خوش نصیب ہے، درختوں کے پھل کھاتی ہے، درختوں کے سایہ میں رہتی ہے اور حساب وکتاب سے مبرّا ہے، کاش میں تیری ہی طرح ہوتا۔

ابن عساکر نے اصمعی کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب کوئی شخص تعریف کرتا تو آپ فرماتے اے اللہ! تو میرے حالات سے بخوبی واقف ہے اور لوگوں کے خیال کی بنسبت میں اپنے تئیں خوب جانتا ہوں۔ لوگوں کا میرے متعلق جو خیال ہے اس سے مجھے بہتر کردے اور میرے ان گناہوں کو بھی معاف کردے جس سے لوگ ناواقف ہیں اور لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس کا مجھ سے مواخذہ نہ کر۔

احمد نے زہد میں عمران جونی کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے میری خواہش تو یہ ہے کہ میں مسلمان کے سینہ کا بال بن جاتا۔

خشوع وخضوع کا یہ عالم تھا کہ نماز کی حالت میں چوب خشک نظر آتے تھے رقت اتنی طاری ہوتی کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی، عبرت پذیری کا یہ حال تھا کہ دنیا کا ذرہ ذرہ ان کے لئے دفتر عبرت تھا۔ کوئی سرسبز درخت دیکھتے تو فرماتے کاش میں درخت ہوتا کہ آخرت کے خطروں سے محفوظ رہتا۔ چڑیوں کو چہچہاتے دیکھتے تو فرماتے پرندوں تم خوش نصیب ہو کہ دنیا میں چرتے چگتے اور درختوں کے سایہ میں بیٹھتے ہو اور قیامت کے محاسبہ کا کوئی خطرہ نہیں، کاش ابوبکر تمہاری طرح ہوتا۔ بات بات پر آہ سرد کھینچے یہاں تک کہ ''اواہ'' لقب ہو گیا تھا۔

صائب الرائے

آپ تمام صحابہ کرام میں نہایت اعلیٰ گفتار و کردار کے مالک تھے، عقل کامل کے حامل اور صائب الرائے تسلیم کئے گئے۔ امام الرازی نے اپنی فوائد میں اور ابن عسا کر نے عمرو بن العاص کے حوالے سے لکھا ہے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر مجھ سے کہا اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورے کرتے رہیے۔

اور آپ اس قدر ذہین و ذکی اور صاحب الرائے تھے کہ حضرت معاذ بن جبل کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے اس وقت ایک مجلسِ شوریٰ منعقد فرمائی جس میں ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وغیرہم بڑے بڑے صحابہ کرام موجود تھے۔ تمام صحابہ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس معاملہ میں اپنی اپنی

رائے دی۔تمام صحابہ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے اتفاق کیا پھر مجھ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ معاذ بن جبل تم بولو تمہاری کیا رائے ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ابوبکر کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں ہے کہ ابوبکر غلطی کرے۔(طبرانی)

آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی شجاعت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے صحابہ کرام میں سب سے زیادہ شجاع اور بہادر بھی تھے۔علامہ بزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ سب سے زیادہ بہادر آپ ہیں۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تو ہمیشہ اپنے جوڑ سے لڑتا ہوں۔پھر کیسے میں سب سے بہادر ہوا، تم لوگ یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا حضرت ہم کو نہیں معلوم آپ ہی بتائیں۔آپ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ شجاع اور بہادر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔سنو جنگِ بدر میں ہم لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک عریش یعنی جھونپڑا بنایا تھا تاکہ گرد وغبار اور سورج کی دھوپ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم محفوظ رہیں تو ہم لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کون رہے گا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر کوئی حملہ کردے ''**فو اللہ ما دنا منا أحد إلا أبو بکر** ''یعنی خدا کی قسم اس کام کے لئے تین سو تیرہ مجاہدین میں سے کسی کی ہمت نہ ہوئی سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی آگے نہیں

بڑھا۔آپ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے پھر کسی دشمن کو آپ کے پاس آنے کی جرأت نہیں ہو سکی اور اگر کسی نے جرأت بھی کی تو آپ اس پر ٹوٹ پڑے۔اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سب سے زیادہ شجاع اور بہادر تھے۔(تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۵۴)

جنگِ حنین میں جبکہ دوسروں نے راہِ فرار اختیار کی ،آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سایہ کی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔(تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۵۵)

۳ ہجری جنگ احد میں شریک ہو کر انتہائی جاں بازی کے ساتھ کفار سے جنگ کی اور جب حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخمی ہو کر احد کے غار میں تشریف لے گئے تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر گیری کے لئے غار میں پہنچے۔

۵ ہجری جنگ خندق میں فوج کے ایک دستہ کے سپہ سالار رہے اور جس جگہ آپ نے خندق کی حفاظت کی تھی یہاں ایک مسجد تعمیر ہوئی جو آپ کے نام سے منسوب ہوئی۔

۶ ہجری میدان ''حدیبیہ'' میں جب عروہ بن مسعود ثقفی جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ کفار کے جاسوس بن کر آئے اور دورانِ گفتگو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی پکڑ لی تو صدیق اکبر اس کو برداشت نہیں کر سکے اور اپنی تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر مار کر اس کا ہاتھ ہٹا دیا اور جب عروہ بن مسعود نے یہ کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جنگ کے وقت یہ آپ کے ساتھی آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قدر طیش اور جلال آ گیا کہ آپ نے یہ کہہ دیا ''امصص

بظر اللات'' اے ہٹ جا اور اپنی دیوی لات کے پیشاب کا مقام چوس ! کیا یہ ہوسکتا ہے کیا ہم محبوبِ خدا کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ یہ غیر ممکن ہے جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جرأت مندانہ جواب دیا تو عروہ بن مسعود ثقفی کو بڑا تعجب ہوا کہ مجھ جیسے معمر اور شاندار سردار کو اس جرأت کے ساتھ جواب دینے والا کون ہے؟ چنانچہ اس نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ جب لوگوں نے بتایا کہ یہ ابوبکر ہیں تو کہنے لگا کہ اے ابوبکر جا، اگر تیرا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا تو میں تجھ کو اس جرأت کا جواب دیتا۔ اسی طرح صلح حدیبیہ کی شرطوں پر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعتراض ہوا اور وہ طیش میں بھرے ہوئے ابوبکر صدیق کے پاس پہنچے تو حضرت ابوبکر ہی کا یہ دم خم تھا کہ آپ نے حضرت عمر سے یہ فرمایا کہ ''الزم غرزہ'' یعنی اے عمر! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکاب تھامے رہو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رسول اللہ ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔

۷ ہجری جب خیبر میں پہلے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے ہاتھ میں جھنڈا دیا، دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور تیسرے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا، جن کے ہاتھ پر قلعہ خیبر فتح ہوا۔

غرضیکہ اسلام و بانیٔ اسلام کی نصرت وحمایت میں استقامت کا پہاڑ بن کر ڈٹے رہے اور انتہائی جان نثار بن کر ہر قدم پر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی جان و مال قربان کرنے پر تیار رہتے۔

شجاعت میں آگے ہیں

حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک رافضی (شیعہ) نے

پوچھا سب لوگوں سے زیادہ قوی کون ہے؟ فرمایا ہمارے نزدیک تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ انہوں نے جان لیا کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق ہے تو اس کو ان کے سپرد کردیا اور تم لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ قوی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے بقول تمہارے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت کو جبراً چھین لیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان سے نہ لے سکے، وہ رافضی متحیر ہوگیا۔ (ماخوذ از خیرات الحسان)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے اور سخاوت کرنے کے بارے میں بھی سارے صحابہ پر فوقیت رکھتے تھے۔ حدیث شریف کی دو مشہور کتابیں ترمذی اور ابوداؤد میں ہے، حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک روز ہم لوگوں کو اللہ کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرنے کا حکم دیا اور حسنِ اتفاق سے اس موقع پر میرے پاس کافی مال تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر حضرت ابوبکر سے آگے بڑھ جانا کسی دن میرے لئے ممکن ہوگا تو وہ آج کا دن ہوگا، میں کافی مال خرچ کرکے آج ان سے سبقت لے جاؤں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میری یہ خواہش تھی اور میں یہ ہمیشہ سوچتا رہا کہ ایک دن تو ایسا مل جائے کہ میں کسی نیکی میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آگے بڑھ جاؤں، نیکی میں سبقت لے جانے کا جذبہ کوئی غلط نہیں، آج کل تو ہم ایسی باتوں کو بھلا بیٹھے ہیں۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا دنیا

میں اپنے سے کمتر پر نظر رکھنا اور نیکی اور اطاعت میں اپنے سے برتر کو دیکھنا۔ دنیا میں اپنے سے کمتر کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے اور دین میں اپنے سے برتر کو دیکھ کر اس کی برابری کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے ایک موقع ایسا مل جاتا تو میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نیکی میں بڑھ جاتا لیکن ایسا موقعہ ہی نہیں آتا تھا، ہر نیکی میں وہ مجھ سے آگے رہتے تھے۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ آج تو میں یقیناً ان سے بڑھ جاؤں گا کیونکہ اپنا بہت سارا مال یہ پہلے خرچ کر چکے ہیں اور آج تو میں اتنا مال لے کر آؤں گا جو ان کے مال سے زیادہ ہوگا شاید آج موقع مل جائے۔ گھر گئے اور گھر کا نصف مال و متاع اُٹھالائے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں آدھا مال لے کر خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا ''ما أبقيت لأهلك'' یعنی اپنے گھر والوں کے لئے تم نے کتنا چھوڑا؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آدھا مال ان کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کچھ ان کے پاس تھا، سب ایک پوٹلی میں لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا ''ما أبقيت لأهلك'' یعنی اے ابوبکر! اپنے اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ ''فقال: أبقيت لهم الله ورسوله'' یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ان کے لئے میں اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۴)

مطلب یہ ہے کہ میرے اور میرے اہل وعیال کے لئے اللہ ورسول کافی ہیں۔

یعنی اہل وعیال کے لئے فضلِ خدا اور امداد واعانتِ مصطفٰی ہے۔(اشعۃ اللمعات، جلد چہارم، ص ۶۵۲) جیسا کہ قرآنِ پاک میں بھی فرمایا گیا ہے کہ

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ۠ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۵۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ ورسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول، ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

نیز فرمایا

اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖۚ ۔(پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۷۴)

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''اللہ تعالٰی عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں'' (بخاری شریف، جلد اوّل، ص ۲۴)

واضح رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا یہ کُل مال حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے آدھے مال سے بھی مقدار میں کم تھا مگر درجہ وقبولیت میں سب سے زائد اور بڑھ کر تھا۔(اشعۃ اللمعات)

حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا نیکی میں آپ سے میں کبھی آگے نہیں

بڑھ سکتا، میں نے سوچا تھا کہ آج ایک موقع ملا ہے آپ سے بڑھ جاؤں گا لیکن اب میں نے یقین کرلیا کہ آپ سے نیکی میں کبھی نہیں بڑھ سکوں گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال یہاں تک کپڑے بھی راہِ خدا میں دے دیئے اور ٹاٹ کا تہبند کرتا جس میں بٹن کی جگہ ببول کے کانٹے لگا رکھے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ قربانی اس قدر مقبول ہوئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جبریل امین اور تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ جو صدیق کا لباس ہے تم بھی اسے زیب تن کرلو جب جبریل امین سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تشریف لائے تو وہی لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن جبریل علیہ السلام ایسا جبہ پہنے ہوئے نازل ہوئے جس میں کانٹے لگے ہوئے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اے جبریل! ایسا لباس کیوں ہے، انہوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ایسا ہی لباس پہنیں جیسا کہ ابوبکر پہنے ہوئے ہیں۔

ابن عساکر نے عائشہ وعروہ بن زبیر کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بوقت اسلام آوری چالیس ہزار دینار تھے جو آپ نے سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صرف کردیئے۔ حضرت ابوسعید نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی تحریر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بوقت اسلام آوری چالیس ہزار دینار تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر ہمیشہ مالی قربانی دیتے رہے اور جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تو اس وقت پانچ ہزار درہم

سے زیادہ باقی نہ تھے، آپ نے تمام دولت مسلمان غلاموں کے آزاد کرانے اور اسلام کی مدد میں خرچ کی۔

اسی طرح حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میرے علم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جن کو ان کے آقا محض مسلمان ہونے کی وجہ سے تکلیفیں واذیتیں اور دردناک سزائیں دیا کرتے تھے۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث اور مسلکِ صدیق اکبر کے مطابق اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی ہیں، اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی وکارساز ہیں، اللہ ورسول دیتے ہیں اور غنی فرماتے ہیں، اللہ رزاق ہے اور رسول قاسم و مددگار ہیں، اللہ کے فضل سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں بھی جلوہ افروز ہیں اور صدیق اکبر کے اہل وعیال کے پاس بھی جلوہ گر ہیں اور انہی امور کی بنا پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ''اہل وعیال کے لئے اللہ ورسول کافی ہیں'' (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

زمین وآسمان کے وزراء

مالک کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ سے لامکاں کا سفر اختیار کرتے ہیں تو آسمان والوں کا وزیر جبرائیل امین علیہ السلام ہم سفر ہیں، پھر جب مکہ سے مدینہ کی جانب سفر فرماتے ہیں تو زمین کا وزیر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سفر ہیں۔ اسی لئے سلطانِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''میرے دو وزیر آسمان والوں سے

ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہیں، آسمان والوں میں سے حضرت جبرئیل (علیہ السلام) اور حضرت میکائیل (علیہ السلام) ہیں، زمین والوں میں سے دو وزیر ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں۔ (جامع ترمذی)

اور پھر قرآن نے محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ان دو مقدس ہم سفر وزیروں کے متعلق فرمایا

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ○ (پارہ ۲۸، سورۂ التحریم، آیت ۴)

ترجمہ کنزالایمان: تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے، اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ اس آیت میں "صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ" سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے

اور پھر لطف تو دیکھئے جبرائیل امین کے سفر کی تصدیق سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے ہیں اور ہجرت کے سفر میں صدیق کی صحابیت کی تصدیق جبرائیل امین ان آیات سے آکر کرتے ہیں:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ

عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (پارہ ۱۰، سورۂ التوبہ، آیت ۴۰)

ترجمہ کنزالایمان: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا، صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے، فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈالی، اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور تمام مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت میں ''صاحبِ غار'' سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں کیونکہ بلاشبہ ہجرت کی رات میں وہی ''غارِ ثور'' میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ''غارِ ثور'' میں ''فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ'' کا مصداق یعنی اطمینان وسکون قلب جن پر اترا وہ یقیناً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو پہلے ہی سے مطمئن تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سکینہ ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہیں ہوتا، گھبراہٹ اور بے چینی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے دل پر تھی۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۷۳)

ابن حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی لکھا ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ سکون واطمینان رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر سکینہ وسکون نازل ولازم کر دیا ہے۔

اس میں تو کوئی شک نہیں ہجرت کے نازک ترین مرحلہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق سفر بنے تھے اور یارِ غار بنے، کسی اور صحابی کا وہاں سایہ بھی نہ تھا۔اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب تم اپنے ساتھی ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہہ رہے تھے صاحبِ مصاحب اور صحابی یہ سارے ہم معنی الفاظ ہی ہیں لہٰذا ان کی صحابیت اتنی قطعی اور یقینی ہے کہ اس کا انکار قرآن کا انکار ہے۔ کفار تعاقب کرتے ہوئے غار تک تو پہنچ چکے تھے۔ بخاری ومسلم وغیرہ میں ہے کہ اگر یہ لوگ اپنے پاؤں پر نظر ڈالتے تو وہ دونوں نظر آجاتے۔ایسے نازک موقع پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اب تو یہ ایسے نازک مقام پر ہیں کہ اگر ذرا بھی نیچے کی جانب نظر کی تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج'' سارے مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سکون نازل فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو پہلے ہی سے مطمئن تھے، انہیں تو ذرہ برابر بھی کسی قسم کا کوئی شک ہی نہیں تھا اور انہیں خبر تھی کہ کافروں کا منصوبہ خاک میں مل کر رہے گا کیونکہ انہوں نے اپنے ارادے سے نہیں بلکہ اپنے رب کے ارادہ سے ہجرت کی ہے، آپ نے فرمایا جب مجھے حکم ملے گا تو ہجرت کروں گا۔ آپ امرِ الٰہی کے منتظر تھے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا تذکرہ کر چکے تھے جیسا کہ صحاح ستہ کی ساری کتابوں میں ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امرِ الٰہی کے مطابق ہجرت کر رہے ہیں تو انہیں اس

بات کا یقینِ کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہلاکت میں نہیں ڈالے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو پہلے ہی سے مطمئن تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دنیوی اعتبار سے گھبراہٹ تھی تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''لَا تَحْزَنْ'' اور آنے والے وقت نے بتادیا کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ انتخاب میں ہر لحاظ سے اگر کوئی شخص برتر و بلند و بالا تھا تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے انہوں نے اس نازک ترین موقع پر مکمل رازداری کے ساتھ کام لیتے ہوئے اپنی جان کی بھی بازی لگادی تھی اور ان کے اہلِ خانہ نے بھی عملی طور پر اس کا ثبوت پیش کیا۔

اور اس آیت میں ''اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ'' سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا ثبوت قرآن مجید سے ثابت ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

اجمع المسلمون علی ان الصاحب المذکور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی اس پر اجماعِ امت ہے کہ صاحبِ مذکور سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اس آیتِ کریمہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت سی فضیلتیں ظاہر ہوئیں۔

اول یہ کہ جب کفار نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا اور خداوند کریم جل جلالہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کے ارادے سے آگاہ فرمایا اور ہجرت کی اجازت فرمائی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کے حکم سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لیا اگر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان میں سچے اور اسلام میں پکے نہ

ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان و دل سے عاشق نہ ہوتے تو ہرگز ان کو اللہ تعالیٰ ساتھ لینے کی اجازت نہ دیتا اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگر ان کی محبت اور عشق پر یقین کامل نہ ہوتا تو انہیں سفر میں ساتھ نہ لیتے۔

دوم یہ کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جان و مال کو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نثار کرنے پر راضی نہ ہوتے تو وہ ایسی مصیبت کے وقت خود شریک نہ ہوتے اور اپنے آپ کو خطرہ میں نہ ڈالتے بلکہ حیلہ بہانہ کر کے اپنے آپ کو بچاتے۔

سوئم یہ کہ گھر سے نکلنے کے وقت سے لے کر مدینہ منورہ پہنچنے تک جن مشکلات کا سامنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جاں نثاری کی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتہائی محبت تھی۔

چہارم یہ کہ جتنے صحابہ کرام اس وقت موجود تھے سب سے زیادہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضل و بلند مرتبہ تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو ایسے نازک وقت میں اپنا رفیقِ سفر بنایا اور یارِ غار بنایا، دوسروں میں سے کوئی بھی اس مرتبہ کا نہ تھے۔

پنجم یہ کہ اللہ تعالیٰ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت اتنی پسند آئی کہ قرآن میں ''ثانی اثنین'' کے خطاب سے نوازا۔

ششم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ''لصاحبہ'' کہہ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت ثابت کی اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے اس لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار نصِ قرآن کا انکار ہے جو کفر ہے۔

ہفتم یہ کہ اس آیتِ مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''ان اللہ معنا'' کہہ کر

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت ونصرت میں اپنا ساتھی فرمایا۔ سبحان اللہ کیسی شان ہے، واقعی

ہے زمانہ معترف صدیق تیری شان کا
صدق کا ایقان کا اسلام کا ایمان کا
تجھ سے رونق دین نے پائی عرب میں شام میں
مقتدا ہے تو علی کا بوذر و سلمان کا

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے کسی صحابی کی صحابیت کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت قرآنِ مجید سے ثابت ہے۔ اس لئے آپ کا صحابی ہونا اتنا قطعی اور یقینی ہے کہ جو بدنصیب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے وہ قرآن کا منکر اور کافر ہے۔

حاملِ صاحبِ قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

جب کسی بھی مدرسے کے طلباء کہیں قرآن خوانی کے لئے جاتے ہیں تو ان تمام ہی طلباء میں سب سے آگے وہی طالب علم ہوتا ہے جو قرآنِ کریم کو اُٹھائے ہوئے ہوتا ہے باقی سارے پیچھے پیچھے چلتے ہیں، یہ فضیلت اس طالب علم کو قرآنِ کریم کو اُٹھانے کی وجہ سے ملتی ہے۔

اسی طرح دنیا میں ہر ایک سفر کرتا ہے اور اکثر کوئی نہ کوئی اس کا شریک سفر بھی ہوتا ہے، پھر اگر ہم سفر کوئی محبوب شخصیت ہو تو اس سفر کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے۔

کچھ ایسا ہی سفر سیّد العاشقین، امام المحبین، سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے محبوب آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نصیب ہوا، اللہ اکبر! دنیا کا ایک ایسا بے مثال سفر کہ کسی عاشق کو نصیب نہ ہوا نہ ہوگا۔ تاروں بھری رات ہے، عاشق کے کندھے ہیں اور محبوب سواری کرر ہا ہے، اپنی پشت پر سوار کر کے اندھیری رات میں نوکیلے پتھروں کی چٹانوں پر چڑھتے ہوئے غارِ ثور میں پہنچے اور اپنی جان کی بازی لگا کر غار میں پہلے خود داخل ہوئے اور اپنے بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا، ایک سوراخ پر اپنی ایڑی لگا کر بیٹھ گئے، کوئی تیسرا نہیں۔ غار جیسے خاموش ماحول میں محب کی گود میں محبوب کا سر ہے اور چودھویں کے چاند سے بڑھ کر روشن چہرہ چمک دمک رہا ہے۔ عاشقِ صادق کی نظریں ہیں کہ ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ہٹتی یہاں تک کہ زہریلا سانپ سوراخ کے اندر سے ایڑی کو بار بار ڈس رہا ہے اور نظریں ہٹیں بھی کیسے کہ حسنِ یوسف جلوہ گر ہو، انگشتانِ زناں مصر کٹ رہی ہوں پھر بھی نگاہیں نہ ہٹیں، یہ جمالِ یوسفی کا کمال ہے تو جمالِ مصطفوی کا کیا عالم ہوگا، یہاں تک کہ درد سے بیقرار ہوکر آپ کے آنسو رحمتِ عالم کے رخسار پر ٹپک پڑے اور رحمتِ عالم خوابِ راحت سے بیدار ہوئے اور اپنا لعابِ دہن لگا دیا، جس سے فی الفور آپ کو شفا حاصل ہوگئی۔

تجھے دیکھوں تو نگاہیں نہ ہٹانا چاہوں
اک لمحے پر ٹھہر جائے زمانہ چاہوں
حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

نکتہ: اور جس نے صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کی رات اپنے کندھوں پر اُٹھایا ہو تو اس سے کون آگے بڑھ سکتا ہے، پوری امتِ مسلمہ اس کے پیچھے ہے اور آگے بھی کچھ ایسے بڑھے کہ معراج کی تصدیق میں سب سے آگے ہیں، اپنا مال فدا کرنے میں سب سے آگے ہیں، اپنی جان فدا کرنے میں سب سے آگے۔

حشر کے دن اس امت میں اُٹھنے میں سب سے آگے ہیں جیسا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جس کی قبر شق ہوگی وہ میری قبر ہوگی اور اس میں سب سے پہلے میں اُٹھوں گا میرے پیچھے ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں گے، اس کے بعد عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں گے اور امتیوں میں سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہیں جیسا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت میں امتیوں میں سب سے پہلے جانے والے ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں گے۔

بعد از انبیاء افضل البشر

سیّدنا ومرشدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلافت میں آگے ہیں جیسا کہ روایت میں آیا ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی اور کسی معاملے میں گفتگو کرتی رہی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دوبارہ آنے کے لئے فرمایا وہ عرض گزار ہوئی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ آپ کی وفات کے بارے میں کہہ رہی تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس آجانا۔ (مسلم، بخاری وترمذی شریف)

قبلِ ھجرت اور ھجرت کے بعد

حضراتِ گرامی! ہجرت سے قبل اور ہجرت کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو جو اسلامی کارنامے پیش کئے، تاریخ صحابہ میں اس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔ اسلام لانے کے بعد تیرہ برس تک مکہ مکرمہ میں کفار کی ایذائیں برداشت کرتے رہے اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت وحمایت میں اپنی جان و مال کے ساتھ سینہ سپر رہے۔ جیسا کہ گذشتہ صفحات میں آپ نے ملاحظہ فرمایا اور اپنی پوری زندگی تمام مشاہد میں حاضر رہے اور بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ حضرات! صدیقِ اکبر کے اسلامی کارناموں کو بیان کرنے کے لئے تو ایک طویل دفتر بھی ناکافی ہے مگر چند بڑے بڑے واقعات میں سے چند پہلے عرض کئے جاچکے ہیں اور چند ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۸ ہجری فتح مکہ میں شریک ہوئے اور اپنے والد ابوقحافہ کو بارگاہِ نبوت میں حاضر کیا اور وہ کلمہ پڑھ کر مشرف باسلام ہوئے۔

۹ ہجری جنگ تبوک کے موقع پر اپنا سارا مال وسامان یہاں تک کہ بدن کے کپڑوں کو بھی خدا کی راہ میں قربان کردیا اور جنگِ تبوک میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کا شرف بھی حاصل کیا۔ اسی سال حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو ''امیر الحج'' بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا اور آپ نے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متواتر تین دنوں تک بآواز بلند ''سورہ براءۃ'' کا اعلان فرمایا اور یہ حکم دے دیا کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک نہ حج کے لئے آئے اور نہ کوئی ننگے بدن ہوکر کعبہ معظّمہ کا طواف کرے۔

(صحیحین وغیرہ)

ابنِ سعد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زبانی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے حج میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو امیر حج مقرر کر کے روانہ فرمایا اور پھر دوسرے سال خود حج کرنے تشریف لے گئے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد اپنے دورِ خلافت کے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر حج مقرر کر کے روانہ فرمایا اور خود دوسرے سال حج کیا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے پہلے سال میں عبدالرحمن بن عوف کو امیر حج بنایا اور پھر خود حج کرتے رہے۔ آپ کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے سال اول میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر حج بنایا تھا۔

۱۰ ہجری حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معیت اور رفاقت میں حج کیا، یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا آخری حج تھا جو ''حجۃ الوداع'' کے نام سے مشہور ہے۔

۱۱ ہجری حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایامِ علالت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے صحابہ کرام کی امامت کرتے رہے (یعنی حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ مقدسہ میں ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمادیا تھا) اسی سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی۔

حضراتِ گرامی! صحیحین کی یہ حدیث حضرت عائشہ وحضرت ابن عباس و حضرت ابن مسعود وحضرت ابن عمر وحضرت ابوسعید وحضرت عبداللہ بن زمعہ وحضرت علی بن ابی طالب وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے اور بعض شارحین حدیث نے تو اس حدیث کو متواتر بتایا ہے اور علمائے حق نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ حدیث بہت

ہی واضح طور پر دلالت بلکہ تصریح کرتی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطلقاً تمام صحابہ سے افضل اور خلافت وامامت کے لئے سب سے زیادہ مستحق اور اولیٰ ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کے لئے مقرر کرنا درحقیقت اپنی جانشینی کی طرف اشارہ تھا لیکن اسلام کا نظام شوریٰ پر ہے، اس لئے آپ اپنی اجازت سے کسی کو اپنا جانشین نامزد کر کے اس کو توڑنا نہیں چاہتے تھے اسی لئے صراحتاً کسی کو جانشین نامزد نہیں فرمایا۔ اس سے بڑھ کر یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم نے آپ کے حاشیہ نشینوں میں ایسی صحیح بصیرت اور طاقت فیصلہ پیدا کردی تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلامی نظام کے قیام میں کسی غلطی کا امکان باقی نہ رہ گیا تھا۔ اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آئندہ کے بارے میں تصریح سے سکوت فرمایا۔

حضرات! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد انتہا درجے کی بے چینی پیدا ہوگئی اور کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس حادثہ فاجعہ سے ہراساں و پریشان اور بہت سے صحابہ کرام غم سے بے ہوش ہوگئے تھے۔ حضرت عمر جیسے جرّی اور بہادر کا یہ حال تھا کہ ننگی تلوار لے کر مدینہ میں چکر لگاتے تھے اور کہتے پھرتے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی، میں اسی تلوار سے اس کی گردن اُڑا دوں گا مگر ایسے وقت میں بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوش وحواس بجا اور درست تھے۔ جب یہ خبر عرب قبائل کو پہنچی تو نومسلم بدو اسلام سے منحرف ہونا شروع ہوگئے، بہت سے منکرین ومرتدین نے موقع کو غنیمت سمجھا اور عقیدۂ ختم

نبوت پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اپنی حالت غم کی وجہ سے ایسی تھی کہ وہ فوری طور پر اپنے آپ کو جہاد کے لئے تیار نہیں کر سکتے تھے ، ایسے تمام حالات میں صرف حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ اقدس ہی ایسی تھی جس نے تمام صحابہ کو اکٹھا کیا اور انہیں اسلام کی ترقی کے لئے ازسرنو متحرک کیا۔ بڑا نازک وقت تھا اگر محرم اسرارِ نبوت سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق کی دینی بصیرت اس وقت دستگیری نہ کرتی تو معلوم نہیں کیا نتائج نکلتے۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''بیٹھ جاؤ'' انہوں نے وارفتگی میں کوئی ترجہ نہیں کی ، اس کے بعد آپ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور صحابہ کرام کے مجمع میں بصیرت آموز تقریر فرمائی جس سے سب کے ہوش وحواس درست ہو گئے اور سب کو تسلی ہوگئی۔

صدیق اکبر کا عظیم خطاب

جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرستش کرتے تھے تو بیشک وہ پردہ فرما گئے اور جو اللہ کو پوجتے تھے تو بیشک وہ زندہ ہے اور کبھی نہ مرے گا۔

پھر آیت تلاوت فرمائی

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ۔(پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۴۴)

ترجمہ کنز الایمان: اور محمد تو ایک رسول ان سے پہلے اور رسول ہو چکے۔

یعنی رسولوں کی بعثت کا مقصد رسالت کی تبلیغ اور حجت کا لازم کر دینا ہے نہ کہ اپنی قوم کے درمیان ہمیشہ موجود رہنا اور انبیاء کے بعد بھی امتوں پر ان کے دین کا

اتباع لازم رہتا ہے۔ (خزائن العرفان، ص ۸۰)

یہ تقریر ایسی دلنشین تھی کہ وارفتہ محبت صحابہ کی نگاہوں سے پردہ اُٹھ گیا اور وہ مطمئن ہو گئے۔

چنانچہ نہایت ہی سکون کے ساتھ آپ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار پائی کے پاس مؤدبانہ حاضر ہوئے اور چادر مبارک اُٹھا کر انتہائی گرمجوشی کے ساتھ پیشانی اقدس کا بوسہ دیا اور کہا

بابی انت وامی طبت حیا ومیتا

یعنی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ موت وحیات دونوں حالتوں میں طیب وطاہر ہیں۔

آقائے دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ ان کا نائب اور خلیفہ کس کو مقرر کیا جائے؟

سقیفہ بنی ساعدہ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت وخلافت

مدینہ میں منافقوں کی جماعت جن کا شعار دوستی کے پردہ میں اسلام کا شیرازہ بکھیرنا تھا، ہمیشہ سے موجود تھی اور ہر موقع پر اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت دیتی تھی۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو اپنا جانشین نامزد نہیں فرمایا تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس جماعت کو فتنہ انگیزی کا موقع مل گیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تجہیز وتکفین سے پہلے ہی منافقین کی سازش سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی کا مسئلہ چھڑ گیا اور انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر جانشینی کا دعویٰ کیا۔ یہ مسئلہ ایسے نازک

وقت چھڑا تھا کہ اگر فوراً اس کا تدارک نہ کیا جاتا تو بڑی نازک صورت حال پیدا ہوجاتی اور عجب نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی اسلام کا شیرازہ درہم برہم ہوجاتا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بروقت اس کی اطلاع ہوگئ۔ آپ فوراً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امین امت حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے تو یہاں معاملہ ہی کچھ اور تھا۔ انصار مدعی تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی میں انہیں بھی حصہ ملنا چاہیے اور قریش کے ساتھ ان کی جماعت کا بھی ایک امیر نائب الرسول ہونا چاہیے لیکن ایک شخص کے دو جانشین ہونے کے نتائج بالکل ظاہر ہیں۔ سب سے پہلے ایک انصاری کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں سے اس طرح خطاب کیا کہ اے مہاجرین! آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ حضرات میں سے کسی شخص کو کہیں کا عامل مقرر فرماتے تھے تو انصار سے بھی ایک شخص کو اس کے ساتھ کردیا کرتے تھے لہٰذا اسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ خلافت کے معاملہ میں بھی ایک شخص مہاجرین میں سے ہو اور ایک انصار میں سے ہو۔ پھر ایک دوسرے انصاری کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی اسی قسم کی تقریر فرمائی۔ اگر اسی طرح دو خلیفہ ایک مہاجرین میں سے اور دوسرا انصار میں سے مقرر کرلیا جاتا تو خود اپنے ہاتھوں اسلامی نظام کا درہم برہم کرنے کے مترادف ہوتا۔ ہوسکتا ہے کہ تنہا انصاریوں کو یہ منصب مل جاتا لیکن اس میں یہ مشکل تھی کہ اولاً خود قریش، پھر دوسرے قبائلِ عرب، قریش کے علاوہ اور خاندان کے سامنے سر نہیں جھکا سکتے تھے۔ پھر انصار میں خود اوس وخزرج دو مقابل جماعتیں موجود تھیں۔ ان میں سے جسے بھی یہ منصب دیا جاتا، دوسرا اسے تسلیم نہ کرتا۔

اس نازک موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت نرمی سے انصار کو سمجھایا اور یہ برمحل تقریر کی کہ مجھے تم لوگوں کے فضائل ومناقب اور تمہاری خدمات اسلامی سے انکار نہیں لیکن عرب قریش کے علاوہ اور کسی خاندان کی سیادت تسلیم نہیں کر سکتے۔ پھر مہاجرین اپنے تقدم فی الاسلام اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ خاندانی تعلق کی بناء پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانشینی کے زیادہ مستحق ہیں۔ یہ ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں، ان میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کرلو۔ ان لوگوں کی تقریروں کے بعد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا حضرات! کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مہاجرین میں سے تھے لہٰذا ان کا نائب اور خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہوگا اور جس طرح ہم لوگ پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے معاون و مددگار رہے، اب بھی اسی طرح خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مددگار رہیں گے۔ یہ فرمانے کے بعد انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اب یہ تمہارے والی ہیں اور پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی بیعت کی۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر فرمایا کہ آپ ہم سب میں بزرگ ہیں، آپ ہم سب میں بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سب سے مقرب ہیں۔ اس لئے ہم آپ کے ہاتھوں پر بیعت کرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت ہر جماعت میں ایسی محترم تھی کہ اس انتخاب پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا تھا، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

بیعت کے ساتھ تمام مسلمان انصار و مہاجرین بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برمحل تقریر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت میں پیش قدمی سے ایک زبردست انقلاب برپا ہوگیا۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور ایک نگاہ ڈالی تو اس مجمع میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں پایا، فرمایا ان کو بلایا جائے۔ جب حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے صاحبزادے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاص صحابیوں میں سے ہیں، مجھے امید ہے کہ آپ مسلمانوں میں اختلاف نہیں پیدا ہونے دیں گے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ کوئی فکر نہ کریں، یہ کہنے کے بعد کھڑے ہوئے اور آپ سے بیعت کر لی۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع پر ایک نظر ڈالی تو اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ تھے۔ فرمایا کہ علی بھی نہیں ہیں، ان کو بھی بلایا جائے۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے کہ ابنِ ابوطالب! آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور ان کے داماد ہیں، مجھے امید ہے کہ آپ اسلام کو کمزور کرنے سے بچانے میں ہماری مدد کریں گے۔ انہوں نے بھی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ کچھ فکر نہ کریں۔ یہ کہہ کر انہوں نے بھی بیعت کر لی۔ (تاریخ الخلفاء)

مدارج النبوت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

قدمك رسول الله ﷺ فمن الذی یوخرك

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو آگے بڑھایا تو پھر کون شخص آپ کو پیچھے کر سکتا ہے۔

حاکم نے مستدرک میں بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحالت سے مدینہ میں شور وشغب رونما ہوگیا۔ ابوقحافہ نے پوچھا یہ کہرام کیسا ہے؟ لوگوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو یہ سن کر کہا افسوس بہت بڑا سانحہ ہوا جسے کیسے برداشت کیا جائے گا۔ پھر پوچھا اب انتظامات پر کون مقرر ہوا؟ لوگوں نے کہا کہ آپ کے صاحبزادے۔ پوچھا کیا بنو مناف اور بنومغیرہ اس تقرر پر رضا مند ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ تو کہا جسے اللہ عزت دے اسے کوئی ذلیل نہیں کرسکتا اور جسے پست کرے اسے کوئی دوسرا بلند و بالا نہیں کرسکتا۔

اس کے دوسرے دن مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عام بیعت ہوئی اور ربیع الاول ۱۱ ہجری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔

بیعت عام کے بعد آپ نے حسبِ ذیل تقریر فرمائی۔

لوگو! میں تم پر حاکم بنایا گیا ہوں، حالانکہ میں تمہاری جماعت میں سب سے بہتر نہیں ہوں، اگر میں اچھا کام کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر کجروی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کردو، سچائی امانت ہے اور جھوٹ، خیانت تمہارا ضعیف فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے، یہاں تک کہ میں دوسروں سے اس کا حق نہ حاصل کرلوں، یادرکھو جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتی ہے۔ خدا اس کو ذلیل وخوار کردیتا ہے اور جس قدم میں بدکاری پھیل جاتی ہے خدا اس کو عام مصیبت میں مبتلا کردیتا ہے۔ اگر میں خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو، اگر اس کی نافرمانی کروں تو تم پر

میری اطاعت لازم نہیں۔

حدیث شریف کی مشہور کتاب سنن بیہقی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خلافت کے معاملہ کوحل کرنے کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مکان میں جمع ہوئے۔جن میں حضرت ابوبکرصدیق ،حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے بہت سے اجلہ صحابہ موجود تھے۔

واقدی کا بیان

واقدی نے چند طریقوں سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابن عمر وسعید وغیرہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت پیر کے دن ہوئی۔ اسی روز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر خلافت کی بیعت کی گئی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت

حضرات !سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس زندگی کے تیسرے دور کا آغاز ہوتا ہے۔آپ کے زمانۂ جاہلیت اور مشرف باسلام ہونے کے دونوں دور کا مختصر تذکرہ آپ سن چکے،اب آپ کی حیاتِ مبارکہ کے تیسرے دور یعنی آپ کے دورِ خلافت کا بھی مختصر حال بیان کیا جاتا ہے۔

آپ کے دورِ خلافت کی دینی خدمات اور کارنامے

قبائل میں شورش وانقلاب کا آغاز

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا آغاز بڑی مشکلات اور بڑے

اہم انقلاب عرب کے ساتھ ہوا لیکن آپ نے اپنے تدبر، عاقبت اندیشی اور مذہبی بصیرت سے ان سب پر قابو حاصل کرلیا۔ سب سے اہم انقلاب عرب کا ارتداد تھا۔ بہت سے قبائل نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں اسلام قبول کرلیا تھا لیکن ان کے دلوں میں وہ راسخ نہ ہوا تھا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد وہ مرتد ہو گئے، دوسری جانب متعدد جھوٹے مدعیانِ نبوت اُٹھ کھڑے ہوئے۔ بعض قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا۔ غرض حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسند خلافت پر قدم رکھتے ہی ہر طرف انقلاب کے آثار نمودار ہو گئے۔ ان مشکلات کے ساتھ ساتھ موتہ کی مہم علیحدہ درپیش تھی جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے مرض الموت میں رومیوں سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خون کا انتقام لینے کے لئے ان کے بیٹے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں شام بھیجنے کے لئے حکم دیا تھا۔ ابھی یہ لشکر جرف (مدینہ شریف کے قریب ایک گاؤں ہے) تک پہنچا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کی خبر سن کر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما واپس آ گئے اس حادثہ کے بعد جب عرب میں انقلاب کے آثار نمایاں ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مخالفت کی کہ ایسی حالت میں فوج کو مرکز خلافت سے دور بھیجنا مناسب نہیں ہے۔ اس مہم سے پہلے ان انقلابات کا تدارک ضروری ہے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت سختی کے ساتھ انکار کیا اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مدینہ میں اتنا سناٹا ہو جائے کہ درندے آ کر میری ٹانگیں نوچیں تب بھی میں اس مہم کو جس کی روانگی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا، نہیں روک سکتا۔

اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہم

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہی انقلاب انگیز حالات میں حضرت اسامہ بن زید کی ماتحتی میں فوج روانہ کی اور خود پا پیادہ مدینہ کے باہر تک اسے رخصت کرنے کے لئے نکلے۔ رخصت کرتے وقت ہدایت کی کہ خیانت نہ کرنا، مال غنیمت نہ چھپانا، بے وفائی سے بچنا، مثلہ (چہرہ بگاڑنا) نہ کرنا، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، ہرے بھرے اور پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا، کھانے کے علاوہ جانوروں کو بیکار ذبح نہ کرنا۔

چالیس دن کے بعد یہ مہم اپنا کام پورا کر کے فاتحانہ شان سے مدینہ منورہ واپس آئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہر سے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا۔

بظاہر ایسے نازک وقت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فوج روانہ کرنا مصلحت اور تدبر کے خلاف معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا اثر نہایت اچھا پڑا۔ اس سے ایک طرف بیرونی طاقتوں کے دلوں پر خوف بیٹھ گیا، دوسری طرف انقلاب کرنے والوں کو اس کا یقین ہوگیا کہ مسلمانوں کی قوت کافی ہے ورنہ ایسے حالات میں جبکہ اندرونی قبائل میں بغاوت بپا ہے وہ بیرونی دشمنوں کے مقابلہ میں اتنی بڑی فوج نہیں بھیج سکتے تھے۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین مقرر ہونے کے بعد سب سے پہلے اسامہ بن زید کا لشکر روانہ فرمایا اور اس کے بعد ختم نبوت کا انکار کرنے والے اور زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنے والوں سے جہاد کا ارادہ فرمایا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باغی قبائل اور مرتدین کے نام ایک اعلامیہ جاری فرمایا ’’مجھے معلوم

ہوا کہ تم میں سے بعض لوگ جو پہلے مشرب با اسلام ہوئے تھے، اب دین سے منحرف ہو گئے ہیں، انہوں نے نادانی کے سبب اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا اور شیطان کے فریب میں مبتلا ہو گئے ہیں حالانکہ وہ انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔ میں تمہارے پاس فلاں شخص کو انصار اور مہاجرین کی افواج کے ساتھ بھیج رہا ہوں وہ تم کو اللہ کی طرف بلائے گا جو اس کی بات مان لے گا اور اللہ کی اطاعت کرے گا اسے نہ تو قتل کیا جائے گا اور نہ ہی اس کے ساتھ جنگ کی جائے گی۔ اطاعت کی نشانی یہ ہے کہ جس بستی کے لوگ اذان دیں گے، انہیں مسلمان سمجھا جائے گا اور ان سے کچھ تعرض نہیں کیا جائے گا"

حضرت حنظلہ بن علی اللیثی سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر مقرر کیا تو ان کو حکم دیا کہ جو شخص ان پانچ باتوں یا ان میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرے تو اس سے جنگ کی جائے، اول کلمہ طیبہ کا اقرار، دوم نماز پنجگانہ کی ادائیگی، سوم زکوٰۃ کی ادائیگی، چہارم رمضان کے روزے، پنجم حج بیت اللہ کی ادائیگی۔

مانعینِ زکوٰۃ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد بعض لوگ تو اسلام کے سارے احکام کے منکر ہو کر مرتد ہو گئے تھے اور ان سب سے زیادہ اہم اور نازک معاملہ ان منکرین زکوٰۃ کا تھا جو اسلام پر قائم رہتے ہوئے صرف زکوٰۃ کے منکر تھے، یعنی اس کی فرضیت کے منکر ہو گئے اور زکوٰۃ کی فرضیت چونکہ نصِ قطعی سے ثابت ہے اور ضروریاتِ دین سے ہے تو اس کے منکر ہو کر وہ بھی مرتد ہو گئے، اس لئے شارحینِ

حدیث وفقہائے کرام مانعینِ زکوٰۃ کو بھی مرتدین میں شمار کرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جہاد کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر اور بعض دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان سے کہا کہ اس وقت منکرین زکوٰۃ سے جنگ کرنا مناسب نہیں یعنی ان پر تلوار اُٹھانے کے بارے میں بعض کبار صحابہ تک نے اختلاف کیا اور کہا جو لوگ توحید رورسالت کا اقرار کرتے ہیں اور صرف زکوٰۃ دینے کے منکر ہیں، ان پر کس طرح تلوار اُٹھائی جاسکتی ہے۔ اس موقع پر بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی دینی بصیرت اور عرفانِ شریعت سے فرمایا ''خدا کی قسم جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں رسی یا بکری کا ایک بچہ زکوٰۃ میں دیتا تھا، اگر وہ اب اس کے دینے سے انکار کرے گا تو میں اس کے مقابلہ میں جہاد کروں گا''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصرار پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی آپ کی اصابت رائے کا اعتراف کرنا پڑا کہ آج اگر انہیں زکوٰۃ نہ دینے پر چھوڑ دیا جائے تو کل صوم وصلوٰۃ کے منکر ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپ نے تمام منکرین زکوٰۃ قبائل کے مقابلہ میں فوجیں بھیجیں۔ آپ اس معاملہ میں اتنے سخت تھے کہ بنی عبس اور بنی زبیان کے مقابلہ میں خود گئے اور انہیں زیر کیا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ امیر لشکر بنا کر واپس آ گئے۔ انہوں نے اعراب کو جگہ جگہ گھیرا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر جگہ فتح عطا فرمائی اور نعمان بن منذر نے بحرین میں اور متعدد سرداران قبائل نے کندہ کے علاقہ میں مرتد ہو کر خودسری کا اعلان کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حذیفہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زیاد بن

لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علی الترتیب ان سرداروں کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نعمان کا استیصال کیا اور زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمانروایان کندہ کو زیر کر کے دوبارہ اسلام پر قائم کیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس مستعدی اور استقامت سے چند دنوں میں تمام منکرینِ زکوٰۃ نے زکوٰۃ ادا کر دی۔ بعضوں نے خود مدینہ حاضر ہو کر بیت المال میں جمع کرائی، اس طرح صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذہبی بصیرت، اصابت رائے اور استقلال و استقامت سے وہ تمام فتنے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دفعتاً پیدا ہو گئے تھے، دب گئے اور اسلام نے گویا دوبارہ زندگی پائی۔ اب تمام صحابہ کرام خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی رائے کے صحیح ہونے کا اعتراف کیا اور کہا کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے اور انہوں نے جو کچھ کیا وہ حق ہے۔

عقیدہ ختم نبوت

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں عقیدہ ختم نبوت کے ہر منکر کو نیست و نابود کرنے کے لئے کوئی دقیقہ وگذاشت نہیں کیا لہٰذا ہمیں بھی سنتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادا کرنے کے لئے کمر بستہ رہنا چاہیے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد چند بدبختوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور فتنہ ارتداد کو مزید ہوا دیتے ہوئے اسلام کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان میں طلیحہ بن خویلد، مالک بن نویرہ، اور لقیط بن مالک وغیرہ شامل ہیں۔ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے تو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حیاتِ طیبہ میں ہی نبوت کا دعویٰ

کر دیا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں یہ جھوٹی آواز صور صداقت کے سامنے نہ ابھر سکی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اور بہت سے حوصلہ مندوں کے دماغ میں یہ سودا سما گیا۔ مرد تو مرد عورتیں تک اس خبط (دیوانگی) میں مبتلا ہوگئی تھیں چنانچہ قبیلہ تمیم کی ایک سجاح بنت خویلد بھی نبوت کی دعویدار بن گئی تھی اور بعد میں مسیلمہ کذاب سے شادی کر لی تھی۔

اسود عنسی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال سے کچھ عرصہ قبل یمن میں اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ قبیلہ فدحج کے لوگ اس کے ساتھ مل گئے اور نجران کے عامل عمرو بن حزم کو وہاں سے دھکیل کر منعا پر حملہ کر دیا۔ منعا کے حاکم ''شہر بن باذان'' کو قتل کر کے منعا پر تسلط جما لیا۔ اس فتح کی وجہ سے تمام سرزمین یمن میں اس کی دھوم مچ گئی اور بیشمار ضعیف الایمان لوگ اس فتنہ کا شکار ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے معاذ بن جبل اور ابوموسیٰ اشعری رضوان اللہ تعالیٰ علیہما کو اسود عنسی کی گوشمالی کے لئے روانہ فرمایا۔ نیز آپ نے انباء کے ایرانی النسل سرداروں کو تحریر کیا کہ وہ دینِ اسلام پر قائم رہیں، انہوں نے دینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر استقامت دکھائی۔ اسود نے ''شہر بن باذان'' کی بیوی سے جبراً نکاح کر لیا تھا مگر وہ اس سے نفرت کرتی تھی۔ اس دوران بعض وجوہ کی بناء پر اسود اپنے لشکر کے سردار قیس بن عبدلغیوث سے بدگمان ہو گیا۔ قیس انباء کے سرداروں سے مل گیا۔ انباء میں سے ایک شخص فیروز نامی نے موقع پا کر اسود عنسی کو قتل کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی اطلاع مل گئی تو آپ نے اسود کے انجام سے صحابہ کرام کو مطلع فرمایا۔ فیروز کی حکومت

میں بھی امن وامان قائم نہ رہ سکا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہری وصال کی خبر سن کر قیس بن عبد مرتد ہو گیا اور اسود عنسی کے حامیوں نے بھی فتنہ وفساد کھڑا کر دیا۔ آخر کار اسلامی لشکر آن پہنچا اور انباء کے سردار فیروز، بنی عقیل اور اسلامی لشکر نے منعا پر قبضہ کر لیا۔ قیس اور عمر بن معد گرفتار ہوئے اور ان کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا گیا جہاں انہوں نے اپنے گذشتہ افعال پر اظہارِ ندامت کیا اور توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔

طلیحہ بن خویلد

طلیحہ بن خویلد نے بنو اسد میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا، چند لوگ اس کے ساتھ گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ اثنائے سفر لق ودق صحرا میں اچانک انہیں ایک چشمہ مل گیا، یہ طلیحہ کا پہلا معجزہ قرار پایا۔ ادھر منکرینِ زکوٰۃ مسلمانوں سے شکست کھا کر اس سے آن ملے جس سے اس کو کافی تقویت ملی۔ بنی غطفان کے اکثر لوگ بھی اس فتنہ میں شامل ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلیحہ کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا۔ اس وقت مدینہ میں حاتم طائی کے بیٹے حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے، وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے اپنی قوم کے پاس آئے تا کہ اسے اس فتنہ سے نکالیں وہ اپنی مساعی میں کامیاب رہے اور قبیلہ بنو طے کے تمام لوگ طلیحہ سے کٹ دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبیلہ خویلد کو بھی طلیحہ سے الگ کر لیا اس طرح دونوں قبائل کے ایک ہزار فوجی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آن ملے۔ چشمہ بزاخہ کے مقام پر جنگ ہوئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلیحہ بن خویلد کی طرف بڑھے اور

طلیحہ اوراس کے متبعین کوقتل وگرفتار کر کے تیس قیدیوں کو مدینہ روانہ کیا۔طلیحہ کی فوج کا سپہ سالار عینہ جہنم واصل ہوااور خود طلیحہ ایک کمبل اوڑھ کرانتظارِوحی میں مصروف رہا مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔طلیحہ کا لشکر شکست کے بعد منتشر ہوگیا اور خود طلیحہ نے اپنی بیوی کی معیت میں شام کی جانب راہِ فرار اختیار کی ، وہاں وہ بہت دیر تک مقیم رہا۔ بالآخر دوبارہ عہد فاروقی میں اسلام لایا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو دیکھ کرفرمایا''اے کذاب! تیراہی دعویٰ تھا کہ مجھ پروحی نازل ہوتی ہے کہ اللہ مجھے رسوا نہیں کرے گا''اس نے کہا''اے امیر المومنین ! یہ سب کفر کے فتنے تھے جن کو میرے اسلام نے مٹادیا، اب آپ مجھ پر سختی نہ کریں''تجدید بیعت کے بعد مسلمانوں کی طرف سے عراق کی لڑائیوں میں شریک ہوااور کہانت ترک کردی اور سابقہ گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کی کوشش میں مصروف ہوگیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ جنگ کی نوبت نہیں آئی،طلیحہ کے پیروں میں زیادہ ترقبیلہ طے تھے۔اس کے سردار حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دوبارہ مسلمان بنالیا۔باقی دوسرے اتباع کو خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شکست دے کرقتل وگرفتار کیااور طلیحہ بھاگ گیااور وہاں جاکر مسلمان ہوگیا۔

سجاح اور مالک بن نویرہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد مالک بن نویرہ نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کردیا۔اسی دوران بنی تمیم کی ایک عورت جس کی شادی بنوتغلب میں ہوئی تھی ،ایک لشکر کے ساتھ یہاں پہنچی ، وہ بھی نبوت کی مدعیہ تھی ، وہ کاہنہ بھی تھی اور فصیح وبلیغ تھی اور مسجع ومقفی عبارتیں بنانے میں کمال مہارت رکھتی تھی۔اس نے مالک

بن نویرہ کو ساتھ ملا لیا۔ سجاح نے اپنے پیروؤں کے نماز پنجگانہ تو قائم رکھی مگر فواحش اور ناجائز باتوں کو حلال قرار دیا۔ جب کاذبہ نبیہ سے معجزہ دکھانے کو کہا گیا تو اس نے جواب دیا ''میرا حسن ہی میرا معجزہ ہے'' جب لوگوں نے اعتراض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو اس نے کہا ''حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کب کہا تھا کہ کوئی نبیہ نہیں ہوگی؟'' بنو تمیم کے اہل ایمان نے اس کاذبہ کے دعویٰ کو مسترد کر دیا اور استقامت سے سجاح کا مقابلہ کیا، وہ رُخ بدل کر یمامہ چلی گئی جہاں اس نے مسیلمہ کذاب سے شادی کر لی۔ جب مالک بن نویرہ تنہا رہ گئے اور خود کو اسلامی لشکر کے مقابلے میں بے بس پایا تو اس نے فوج کو منتشر ہونے کا حکم دیا۔ آخر کار وہ گرفتار ہو کر لایا گیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روبرو گفتگو میں اس نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے بروایت طبری حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا سر قلم کر دیا۔

مسیلمہ کذاب

حکومت اسلامی کا سب سے بڑا باغی بنو یمامہ کا مسیلمہ کذاب تھا۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس نے اس شرط پر اسلام لانے کا اقرار کیا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنا خلیفہ بنا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چھڑی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو نے اسلام کے عوض کھجور کی ٹہنی بھی مجھ سے مانگی تو میں نہیں دوں گا، میں دیکھ رہا ہوں کہ تو وہی کاذب ہے جس کی بابت مجھے اللہ تعالیٰ نے خواب میں پہلے ہی خبر دے رکھی ہے۔

مسیلمہ کذاب نامراد ہو کر یمامہ لوٹ گیا اور وہاں سے ایک خط آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی خدمت میں بھیجا ’’یہ خط مسیلمہ کی طرف سے اللہ کے رسول محمد کے نام ہے۔ السلام علیک، دیکھئے میں رسالت میں آپ کا شریک ہوں، آدھی زمین ہمارے لئے اور آدھی اہلِ قریش کے لئے ہے، مگر قریش زیادتی کرتے ہیں‘‘

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا جواب حسبِ ذیل دیا

’’یہ خط اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام ہے۔ ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلام ہو، زمین اللہ کی ہے، اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنادے اور حسن انجام پرہیز گاروں کے لئے ہے‘‘

یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجۃ الوداع سے واپس آنے کے بعد کا ہے۔

سجاح نبیہ کاذبہ نے اس کے ساتھ شادی کر لی اور مسیلمہ نے حق مہر کے طور پر اس کے لشکر کو عشاء اور فجر کی نمازیں معاف کر دیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد مسیلمہ کے گرد چالیس ہزار جنگجو اکھٹے ہو گئے، ان میں ایسے بھی تھے جو مسیلمہ کو کذاب سمجھتے تھے مگر قومیت کے تعصب نے ان کو اندھا کر دیا تھا وہ کہتے تھے کہ ’’ربیعہ کا یہ جھوٹا نبی، قریش کے سچے نبی سے بہتر ہے‘‘ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسیلمہ کے مقابلے میں روانہ کیا اور تاکید کی کہ شرحبیل بن حسنہ کی کمک کا انتظار کرے لیکن عکرمہ نے عجلت سے کام لیا اور تنہا اپنی افواج کے ساتھ شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے پہنچ کر مسیلمہ کے پیرو بنی حنیفہ پر حملہ کر دیا لیکن انہیں شکست ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تعجیل پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ ان کی شکست کی خبر

سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو طلیحہ کی مہم سے فارغ ہو چکے تھے، شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لئے بھیج دیا۔ مسیلمہ کے اتباع چالیس ہزار کی تعداد میں جمع تھے، مسلمانوں نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خون ریز جنگ کے بعد بنی حنیفہ کو نہایت فاش شکست دی، مسیلمہ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں مقتول ہوا، اس کی بیوی سجاح جو خود مدعیہ نبوت تھی، شوہر کے قتل ہونے کے بعد بھاگ گئی۔ اس جنگ میں دشمن کے اندازاً بیس ہزار آدمی کیفر کردار کو پہنچے اور مسلمانوں کے بارہ سو شہید ہوئے۔ بخاری شریف میں ہے کہ ان بارہ سو میں سے سات سو حافظِ قرآن تھے۔

لقیط بن مالک

لقیط بن مالک نے بھی (عمان میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا لیکن حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں اسلامی لشکر نے اس کا سدباب کیا اور اس کو قتل کر دیا گیا۔

مرتدین (نبوت کے دعویدار اور زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنے والوں) سے مسلسل نو ماہ تک جہاد فرما کر ان تمام فتنوں کو ختم کر کے آپ نے روم اور فارس سے جہاد کیا۔

آپ کے دورِ حکومت کی فتوحات

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوج کے ایک لشکر کے ساتھ شام پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہو گئے۔ جس لشکر کو خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات ہی میں مقرر فرمایا تھا، جس کا بیان

قدرے تفصیل سے گذشتہ صفحات میں ہوا۔

رومیوں اور ایرانیوں سے جنگ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہی میں رومیوں سے چھیڑ چھاڑ شروع ہو چکی تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ منتخب ہوئے، تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ سلطنتِ ایران سے بھی جنگ چھڑ گئی۔ ان دنوں عراق سے مغرب کی طرف کا علاقہ روم کی مشرقی سلطنت کے قبضے میں تھا جو ''بازنطینی حکومت'' کہلاتی تھی۔ عرب کی شمالی سرحد کے قبیلے خاص طور پر عراق اور شام کے اہل قبائل آئے دن حجاز مقدس پر چھاپے مارتے رہتے تھے۔ شمالی سرحد پر بلقاء ایک مقام ہے، یہاں رومی عرب پر حملہ کرنے کے ارادے سے ایک بہت بڑی فوج جمع کر رہے تھے، اس لئے خلیفہ اول نے یہ مناسب سمجھا کہ ادھر ان سرکش قبیلوں کو نیچا دکھایا جائے اور ادھر رومیوں کو بڑھ کے روکا جائے۔ عرب کی شمالی اور مشرقی سرحد پر جو قبیلے آباد تھے، ان میں کچھ عیسائی تھے اور کچھ بت پرست، پہلے انہی سے مسلمانوں کی لڑائی ہوئی اور پھر اسی لڑائی کی وجہ سے روم اور ایران دونوں سے مسلمانوں کی جنگ چھڑ گئی جو سالہا سال تک جاری رہی۔

ایران کی فتوحات

عرب کی سرحد پر قبائل کی بعض چھوٹی چھوٹی حکومتیں تھیں جو ایران کی باج گذار (ٹیکس گزار) تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے مثنّٰی بن حارث شیبانی کو جو ایک عرب قبیلے کا سردار تھا۔ ان قبیلوں پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا پھر ان کی مدد کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ سرحدی قبیلوں کو نیچا دکھانے

کے بعد یہ دونوں فوجیں عراق کی سرحد کی طرف بڑھیں، شاہِ ایران کی طرف سے ہرمزاس علاقے کا حاکم تھا۔

جنگ سلاسل

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرمز کو پیغام بھیجا کہ یا تو اسلام قبول کرو یا جزیہ دو اور یہ دونوں باتیں منظور نہیں تو ہم آتے ہیں اس پیغام میں یہ فقرے بھی تھے، اے ہرمز ایک جنگ جو قوم تیرے سر پر آ پہنچی ہے جس طرح تجھے زندگی عزیز ہے، اسی طرح وہ موت کو دوست رکھتی ہے، ہرمز نے شاہی دربار میں عرضی بھیجی وہاں سے حکم ہوا کہ حملہ آوروں کو بڑھنے نہ دو۔ چنانچہ ہرمز بھی لشکر لے کر چلا ہرمز سب سے پہلے خود میدان میں آیا لیکن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ ایرانی فوج نے شکست کھائی اور بہت سا مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ یہ لڑائی جنگ سلاسل یعنی زنجیروں کی جنگ کہلاتی ہے کیونکہ ہرمز نے ایرانی سپاہیوں کو زنجیروں سے جکڑ دیا تھا تاکہ وہ بھاگ نہ سکیں۔

حیرہ کی فتح

ان معرکوں کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کیا کہ فرات سے مغرب کی جانب جتنا علاقہ ہے، اس پر قبضہ کرلیا جائے ۔ حیر کا شہر اس علاقے کے مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔ حیرہ کچھ مدت کے لئے مقابلے پر اڑا رہا لیکن آخر ہتھیار ڈال دیئے ۔ حیرہ والوں سے یہ معاہدہ ہوا کہ وہ ایک لاکھ نوے ہزار درہم سالانہ جزیہ کے طور پر ادا کریں گے اور مسلمان ان کی جان اور مال کی حفاظت کریں گے ۔ مذہبی پیشوا، فقیر، اپاہج عورتیں اور مرد، بچے اور پچاس برس سے زیادہ عمر کے

لوگ اس محصول سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے۔جنوبی عراق کو فتح کرنے کے بعد حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شمال کا رُخ کیا، فرات کے بائیں کنارے پر انبار اس زمانے کا ایک مشہور قلعہ تھا، وہ چند دن محاصرے کے بعد فتح ہو گیا، یہاں سے وہ عین التمر کی طرف بڑھے جو صحرائے شام کی سرحد پر واقع ہے۔ یہ مقام بنو تغلب کے عیسائی قبیلے کا مرکز تھا، بنو تغلب جی توڑ کر لڑے لیکن آخر ہتھیار ڈال دیئے۔ بنی تغلب کو نیچا کر دکھانے کے بعد حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریائے فرات سے پار اتر کر رومی حکومت کی سرحد کے قریب پہنچے، یہاں بہت بڑی فوج انہیں روکنے کے لئے جمع تھی، جس میں رومیوں اور ایرانیوں کے علاوہ بعض غیر مسلم عرب قبائل شامل تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے زور کے معرکوں کے بعد اس فوج کو ایسی شکست دی کہ اس میں پھر سر اُٹھانے کی سکت باقی نہ رہی۔اس طرح فرات کے آس پاس کے سارے علاقے پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا، حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ تھا کہ یہاں سے بڑھ کر ایران کے دارالحکومت مدائن پر جا پڑیں اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم پہنچا کہ مثنیٰ بن حارث کو اپنی جگہ چھوڑ کر شام چلے جاؤ۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو شام کا رُخ کیا ادھر ان کے جانشین مثنیٰ فرات سے پار اترے اور بابل پہنچ کر ایرانیوں سے جا ملے۔اس معرکے میں بھی میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔

شام کی فتوحات

رومی شہنشاہ ہرقل نے قبیلہ بنو غسان کے لوگوں کو اُبھار کر مسلمانوں کے مقابلے پر کھڑا کر دیا۔اب ان عیسائی قبائل کی سرکوبی کے لئے ایک اور فوج بھیجی گئی۔

اس زمانے میں رومی شہنشاہ نے بھی مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک بہت بڑی فوج جمع کر رکھی تھی اور یہ صاف نظر آتا تھا کہ جنگ ہوکر رہے گی، جس کے نتیجے میں جنگ اجنادین ہوئی۔

اجنادین کا معرکہ

مسلمانوں کی فوج چار حصوں میں بٹی ہوئی تھی، ہر حصے کی کمان ایک آزمودہ کار سردار کے ہاتھ میں تھی، ابھی لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس فوج میں شامل ہوگئے۔ رومیوں کی فوج مسلمانوں کے لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی، دونوں فوجیں اجنادین کے مقام پر آمنے سامنے ہوئیں۔ اگرچہ مسلمان گنتی میں رومیوں سے بہت کم تھے لیکن میدانِ جنگ میں انہی کا پلہ بھاری رہا۔ مسلمانوں کو مکمل فتح نصیب ہوئی اور ہرقل بھاگ کر انطاکیہ چلا گیا۔ اس فتح کی خبر جن دنوں مدینے پہنچی انہی دنوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی۔

ولایت بادشاہی علم اشیاء کی جہانگیری
یہ سب کیا ہیں فقط اک نقطۂ ایماں کی تفسیریں

غلط الزام

رافضی لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باغِ فدک کو غصب کر لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیائے کرام کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے وہ کچھ چھوڑ جاتے ہیں سب صدقہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

لا نورث ما ترکناہ صدقة

یعنی ہم گروہِ انبیاء کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہے۔(مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۵۵۰)

مسلم شریف جلد دوم، صفحہ ۹۱ پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال فرما جانے کے بعد ازواجِ مطہرات نے چاہا کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مال سے اپنا حصہ تقسیم کروائیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا

الیس قد قال رسول اللہ ﷺ لا نورث ما ترکناہ صدقة

یعنی کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔

عہد صدیقی کے حکومت انتظامات کا بیان

حضرت ابوبکر صدیق تعلیم اسلام کا زندہ پیکر اور اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجسم تصویر تھے۔ آپ کے دور کی یہ خاص خصوصیت ہے کہ اس میں کوئی کام ایسا نہیں ہونے پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہوا ہو۔ آپ کو کُل سوا دو سال مسلمانوں کی خدمت کا موقع ملا۔ اس قلیل مدت میں آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی وہ گراں قدر خدمات انجام دیں اور آئندہ حکمرانوں کے لئے ایسا نمونہ چھوڑ گئے جو دوسروں سے برسوں میں ممکن نہ تھا۔

آپ نے اپنے عہد میں تمام کام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے کئے اور تمام کام اکابر صحابہ کرام سے مشورہ کر کے کرتے، مختلف صوبوں کے

لئے حکام کے انتخاب کے لئے احتیاط برتتے اور ان لوگوں کو انتخاب کرتے جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے تربیت یافتہ تھے اور عہد رسالت کے تمام حکام کو ان کے عہدوں پر قائم رکھا، نئے حکام کے انتخاب کے وقت انہیں مفید نصیحتیں بھی کرتے۔

مالی وفوجی انتظام

زکوٰۃ، عشر، جزیہ اور مالِ غنیمت کی آمدنی میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا لیکن آپ نے کوئی خزانہ قائم نہیں کیا بلکہ اسلامی ضروریات میں خرچ کے بعد جو بچتا اسے ضرورت مند عام مسلمانوں میں تقسیم فرما دیتے اور فوجی نظام کو بہتر کرنے کے لئے ضرورت کے پیش نظر ان کی تقسیم مختلف قبائل پر مختلف دستوں میں کر دی تھی جن میں ہر دستہ کا علیحدہ امیر ہوتا۔ فوجوں کو رخصت کرتے وقت ان کی اخلاقی نگہداشت کے لئے مفید ہدایت کرتے۔

ذمیوں کے حقوق کی نگھداشت

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آخر وقت ذمیوں کے حقوق کی حفاظت کی بڑی تاکید فرمائی تھی، اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا بڑا لحاظ رکھتے تھے۔ عہد رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ان کے حقوق متعین ہو چکے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں وہ پوری طرح قائم رہے اور آپ نے ان کی تجدید وتوثیق فرمائی اور نئے ذمیوں کو بھی وہی حقوق عطا فرمائے، چنانچہ حیرہ کے عیسائیوں کو ازروئے معاہدہ حقوق دیئے۔

تحفظِ دین

خلافت کا مقصد دین کا تحفظ اور اس کے احکام کا قیام ونفاذ ہے۔ اس لئے

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحفظِ دین میں بڑا اہتمام فرمایا۔ کوئی ایسی بات جو عہد رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نہ تھی، نہ ہونے دیتے تھے۔ اس میں احتیاط کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ کتابی صورت میں قرآن کی تدوین سے محض اس بنا پر تامل تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا نہیں فرمایا۔ حدیثوں کی روایت میں بڑی احتیاط اور چھان بین سے کام لیتے تھے، تحفظِ دین کے لئے اکابر صحابہ کرام کا محکمہ افتاء قائم تھا۔

تدوینِ قرآن

عہد صدیقی کا ایک بڑا کارنامہ کتابی شکل میں قرآنِ مجید کی تدوین ہے۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ عہد صدیقی کی لڑائیوں خصوصاً یمامہ کی جنگ میں حفاظِ قرآن صحابہ کی بڑی تعداد شہید ہوگئی۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر حفاظِ قرآن کی شہادت کا یہ سلسلہ قائم رہا تو قرآن کا بڑا حصہ ضائع ہوجائے گا۔ اس لئے انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جمع قرآن کی درخواست کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ عذر ہوا کہ جو کام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا اسے میں کیوں کروں؟ لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیہم اصرار سے آپ کے ذہن میں اس کی مصلحت آگئی۔ چنانچہ آپ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو عہد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں کاتب وحی تھے، قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ ان کے بھی اس بارِ گراں کے اُٹھانے میں تامل ہوا لیکن پھر ان کے ذہن میں بھی بات آگئی چنانچہ انہوں نے مختلف لکھے ہوئے اجزا اور حفاظِ قرآن کے سینوں سے قرآن کی سورتوں کو جمع کر کے کتابی صورت میں مدون کردیا اور پھر یہ کام حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

نوٹ: صحابہ کرام کے قول وفعل کا انکار کرنے والے، بیس رکعت تراویح کا انکار کرنے والے، تین طلاق کو ایک طلاق قرار دینے والے ہر نئے کام کو ''بدعتِ سیئہ'' کا خطاب کرنے والوں کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔ اگر وہ اب بھی اپنی اس ہٹ دھرمی پر قائم ہیں تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں قرآن کتابی شکل میں موجود تھا تو گویا ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے قرآن کتابی صورت میں پڑھنا ثابت نہیں۔ جو نام نہاد مسلمان صحابہ کرام جیسی عظیم ہستی کے قول وفعل کو غلط سمجھتے ہیں اور اپنے مدرسوں میں بنائے گئے اصول کو صحابہ کرام کے فعل پر ترجیح دیتے ہیں وہ اپنے لئے کوئی اور قرآن ڈھونڈیں۔ اگر نہیں تو جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر تمام صحابہ کرام کے مشورہ سے قرآن کتابی شکل میں آیا (اس کو قبول کیا) اسی طرح بیس رکعت تراویح کا اہتمام اور اس میں مکمل قرآن شریف کی تلاوت اور تین طلاقیں، تین ہی ہوتی ہیں انہیں کے مشوروں سے طے پایا جب قرآن کو کتابی شکل میں صحیح مانتے ہیں تو دوسرے کاموں میں کیوں اپنی ہٹ دھرمی دکھاتے ہیں۔

یاد رکھیں! قرآن میں شک کرنا کہ یہ صحیح نہیں یا مکمل نہیں یا اضافی ہے، اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہے۔ تدوینِ قرآن کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انجام دیا، اس میں تم شک نہیں کر سکتے تو جو صحابہ کرام نے فرمایا اور عمل کیا اس میں کیوں شک کرتے ہو۔

تم ان سے چودہ سو سال بعد پیدا ہوئے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سایہ کی طرح ہوتے تھے، تم نے مولویوں سے پڑھنا، سمجھنا، سیکھا ہے اور یہ لوگ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے براہِ راست تربیت یافتہ ہیں تو کیا تم ان سے زیادہ فضیلت والے ہو، ان سے زیادہ عقلمند، ان سے زیادہ کتاب وسنت کو سمجھنے والے ہو، اب بھی وقت ہے توبہ کرو اور اپنے ایمان کی خبر لو۔ اگر وہ اب بھی اپنی اس ہٹ دھرمی پر قائم ہیں تو ہم یہی کہیں گے جیسا ان کا استاد ''شیطان'' ویسے اس کے چیلے۔

الغرض جتنا اچھا دورِ خلافت حضرت ابوبکر صدیق کا گزرا اتنا اچھا کسی اور کا نہیں گزرا یہاں تک کہ جتنے بڑے بڑے کام اور جتنے اختلافات آپ کے دور میں ہوئے اتنے کسی اور کے دور میں نہیں ہوئے لیکن آپ نے اپنی علمی فراست اور علمی بصیرت اور بہادری سے تمام فتنوں کا سر قلم کر دیا اور اپنی رائے اور حکمتِ عملی سے تمام اختلافات کو ختم کر دیا۔ آپ نے دورِ خلافت میں بہت کم وقت گزارا لیکن اس میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو بعد والوں کے لئے ایک مثال بن گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آپ کے زمانے سے زیادہ عظیم الشان تھا لیکن یہ اسی کا نتیجہ ہے جو سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکھ گئے تھے۔

﴿حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت ایک نظر میں﴾

- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دورِ جاہلیت کے ساتھی۔
- سب سے پہلے ایمان لانے والے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور تعلیمات سے سب سے زیادہ فیضیاب ہونے والے۔
- انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے زیادہ افضل اور جلیل القدر اور

عظمت والے۔

- ہر مہم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی۔
- واقعۂ معراج کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والے۔
- راہِ خدا میں اپنا تمام مال خرچ کرنے والے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسر۔
- سب سے پہلے دعوتِ اسلام پر لبیک کہنے والے۔
- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر صحابہ کرام میں سب سے زیادہ پتھر کھانے والے۔
- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑنے والے۔
- سب سے زیادہ بہادر۔
- آپ حافظِ قرآن تھے۔
- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب۔
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں نماز پڑھانے والے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں صلح و جنگ اور دیگر معمولات کے فیصلے کرنے والے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم عمر، طبیعت میں یکسانیت، ایک دوسرے سے اخلاق و سیرت سے واقفیت۔
- دورِ جاہلیت میں کبھی بتوں کی پوجا نہ کی اور نہ ہی کبھی شراب پی۔
- آپ کی چاروں نسلیں صحابی اور چاروں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اکتسابِ فیض کیا۔

- سب سے زیادہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منشاء ومقصود کو سمجھنے والے۔
- اللہ عزّوجل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخوں سے سخت بیزار شخصیت کے مالک۔
- آپ اپنے خاندان میں معزز اور باوقار سمجھے جاتے تھے۔
- شیطان آپ کی شکل اختیار نہیں کرسکتا۔
- قرآن وحدیث میں جتنی آپ کی فضیلت بیان ہوئی ہے اتنی کسی اور کی بیان نہیں ہوئی۔
- دعوتِ اسلام سے پہلے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کا علم ہوگیا۔
- جتنے فضائل آپ کی شان میں بیان ہوئے اتنے کسی اور کی شان میں بیان نہیں ہوئے۔
- اور جتنے اقوال، صحابہ اور مفسرین، اقوالِ ائمہ، قرآنی ارشادات (خلافت پر) آپ پر بیان ہوئے اتنے کسی اور کے نہیں ہوئے۔
- اسلام لانے کے بعد وفات تک مسلمانوں میں افضل واعلیٰ رہے۔
- فن ونسب میں تمام عرب وقریش سے فائق تر ہیں۔
- سب سے بہتر فصیح ومقرر ہیں۔
- سب سے زیادہ علم والے، سب سے بہتر رائے دینے والے۔
- اپنے والد کی زندگی میں خلافت کا نظام چلانے والے اور خلیفہ منتخب ہونے والے۔
- سب سے زیادہ قرآن کے احکام کو سمجھنے والے۔
- سب سے زیادہ احکام رسالت کو سمجھنے والے۔
- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ پسندیدہ۔

- امت میں سب سے زیادہ مہربانی کرنے والے اور رحم دل۔
- روزِ محشر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی محاسبہ نہ ہوگا۔
- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور جبریل امین کی گفتگو سنا کرتے تھے۔
- حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ سے مشورہ لیا کرتے۔
- سب سے پہلے بیت المال بنانے والے۔
- غریب اور مسکینوں کی مدد کرنے والے۔
- ۱۰۴ عنوانات پر احادیث بیان کرنے والے۔
- آپ سے روایت کرنے والے صحابہ کرام اور تابعین ہیں۔
- سب سے زیادہ باصلاحیت اور امور جنگ میں بیدار و ہوشیار رہنے والے۔
- احکامِ الٰہی کو قوت سے نافذ کرنے والے۔
- غزوات میں بدر، احد، بنی مصطلق، حدیبیہ، خیبر، فتح مکہ، حنین و طائف وغیرہ تمام معرکوں میں مجاہدانہ شریک ہوئے اور سب میں نمایاں اور ممتاز خدمات انجام دیں، حدیث، سیرت اور طبقات کی کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

مسلک اور پیغامِ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس عنوان کے تحت ہم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد بیان کرتے ہیں تاکہ معلوم ہوجائے۔ اس پُرفتن دور میں ان کے نقشِ قدم پر کون چل رہا ہے، اہل سنت و جماعت یا کوئی اور؟

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے
اور ہدایت نبی کے یاروں سے

قبولِ اسلام

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغامِ اسلام پہنچایا تو اس پیغام کو سن کر

کہا بُو بکر نے سرکار اٰمنا و صدقنا
مرے مالک میرے مختار اٰمنا و صدقنا
یہ کہہ کر جھک گئے بوبکر چومے ہاتھ حضرت کے
لگے پھر خدمتِ اسلام کرنے ساتھ حضرت کے

(تاریخ اسلام بزبان شاہنامہ اسلام، از حفیظ جالندھری، جلد اول، ص ۴۰)

معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مالک، مختار جاننا صدیقی مسلک ہے۔ نیز دست بوسی کرنا اور ہاتھ چومنا سنتِ صدیقی ہے اور اسے شرک و بدعت جاننا سخت بدبختی ومحرومی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بعثت سے پہلے بھی نبی تھے

امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرکارِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جارہے تھے۔ دورانِ سفر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک بیری کے درخت کے سائے میں بیٹھ گئے۔ بحیریٰ نامی راہب نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا درخت کے سائے میں بیٹھنے والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا ''یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب

ہیں" راہب نے کہا "واللہ نبی ما استظل تحتھا بعد عیسی علیہ السّلام إلا محمد ﷺ" اللہ کی قسم یہ نبی ہیں، اس درخت کے سائے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں بیٹھا۔ اس دن کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت دوچند ہوگئی۔ بعثت کے بعد سب سے پہلے آپ نے ان کی تصدیق فرمائی۔(مواہب الدنیہ، جلد ا، ص ۳۸)

کسی نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا آپ نے قبولِ اسلام سے پہلے دلائل نبوت میں سے کوئی دلیل دیکھی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! دورِ جہالت میں ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا کہ درخت کی ایک شاخ میرے سر کے قریب آ گئی۔ میں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے؟ درخت سے آواز آئی ایک وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلانِ نبوت فرمائیں گے "فکن انت من اسعد الناس بہ" تو آپ ان پر ایمان لانے والے خوش نصیب لوگوں میں شامل ہوجائیں۔(سیرتِ حلبیہ، جلد ا، ص ۳۳۵)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کچھ (اُمورِ غیبیہ) جانتے ہیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بسلسلۂ تجارت ملک شام میں تھے۔ وہاں آپ نے خواب دیکھا کہ شمس وقمر آپ کی گود میں اترے ہیں اور آپ نے انہیں سینے سے لگالیا ہے۔ جب بیدار ہوئے تو ایک نصرانی راہب سے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی۔ راہب نے پوچھا تو کون ہے؟ فرمایا میں مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ فرمایا قریش

سے۔اس نے پوچھا تمہارا شغل کیا ہے؟ فرمایا تجارت۔راہب نے کہا کہ ''قبیلہ ہاشم سے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) امین مبعوث ہوں گے۔جو صاحبِ لولاک اور نبی آخر الزمان ہوں گے، تم ان کا دین قبول کرو گے، ان کے وزیر بنو گے اور ان کے بعد ان کے خلیفہ ہو گے، یہی تمہارے خواب کی تعبیر ہے۔

اس واقعہ کے بعد جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ واپس آئے اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعوتِ اسلام دی تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ''اگر آپ نبی ہیں تو پھر آپ کا کوئی معجزہ بھی ہونا چاہیے'' نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تمہیں وہ معجزہ کافی نہیں جو شام میں خواب میں دیکھا اور راہب نے تعبیر بتائی۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو عرض کیا ''آپ نے سچ فرمایا'' اور پھر کلمۂ شہادت پڑھ کر مشرف باسلام ہوئے۔

(جامع المعجزات، ص ۴، نزہۃ المجالس، جلد ۲، ص ۳۰۲، ریاض النضرہ، جلد ۱، ص ۴۰)

معراج کی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ نبوت سے کون سی چیز پوشیدہ رہی، تمام عالمِ غیبیہ کو آنکھوں سے دیکھا بلکہ غیب الغیب کے جلوؤں کا مشاہدہ کیا۔ اس سارے سفر کی سب سے پہلے تصدیق کس نے کی، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو معلوم ہوا کہ ان کا یہی عقیدہ تھا

عالم الغیب اللہ کی ذات سے
سیکھ کر غیب آیا ہمارا نبی

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے امتیوں کے انجام کا بھی علم ہے جیسا کہ صحیح حدیث ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کوہِ احد سے فرمایا ''احد ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی ہے، ایک صدیق

ہے اور دو شہید ہیں'' یہ ارشاد حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے صادر فرمایا ان سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ باپایاں پر اور کس کا ایمان ہوگا، بیشک ہمارے نبی پر ہمارے رب کا فضلِ عظیم ہے۔

معلوم ہوا کہ نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعتقاد تھا اور علم غیب کا اظہار ہی آپ کے ایمان قبول کرنے کا سبب بنا لہٰذا علمِ غیب کا اعجاز باعثِ ایمان اور مسلکِ صدیقِ اکبر ہے اور علم غیب پر نکتہ چینی کا طریقہ منافقت ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسنِ نورانیت

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں

امین مصطفیٰ بالخیر یدعوا
کضوءِ البدر زائلة الظلام

حضور امین ہیں، خیر کی طرف بلاتے ہیں۔ چاند کی چاندنی کی طرح اندھیروں کو کافور کرنے والے ہیں۔ (جواہر البحار، جلد ۱، ص ۹۲)

نیز آپ کا فرمان ہے ''کان وجه رسول الله کدارة القمر'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور چاند کی طرف منور تھا۔ (شمائل ترمذی)

یاد رہے کہ اس تشبیہ سے مراد یہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند کی طرح تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال تو چاند اور سورج پر غالب تھا۔تشبیہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کا تصور پیدا کرنے کے لئے دی گئی ہے جیسا کہ شارحینِ کرام نے وضاحت فرمائی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب جانِ تقویٰ ہے

حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور فخرِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے تھے اور بے پناہ ادب واحترام کا مظاہرہ کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے حسنِ ادب کو سارے مسلمانوں کے لئے بطورِ دلیل پیش کیا۔فرماتا ہے

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝

(پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۵، ۶)

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قول کے بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیتِ مبارکہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔(نورالعرفان)

ہجرت کی رات حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تاریخی کردار ان کے حسن ادب کا کتنا خوبصورت آئینہ دار ہے۔

تعظیم اور نماز

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلح کرانے کے لئے قبا تشریف لے گئے۔ بعد میں آپ کی جگہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام بن کر نماز شروع کرائی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور صف میں کھڑے ہوگئے۔ چنانچہ نماز میں شامل صحابہ کرام نے دائیں ہاتھ کو بائیں کی پشت پر مار کر تصفیق فرمائی۔ اس پر صدیق اکبر کو آپ کی آمد کا احساس ہوا تو آپ مصلیٰ سے ہٹ کر پیچھے صف میں کھڑے ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصلیٰ پر تشریف لے جا کر نماز پوری کرائی اور نماز کے بعد صدیق اکبر کو فرمایا کہ اے ابوبکر! میرے اشارہ کرنے کے باوجود آپ نے نماز کیوں نہیں پڑھائی؟ صدیق اکبر نے عرض کیا ابی قحافہ کے بیٹے (ابوبکر) کو لائق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے کھڑے ہوکر نماز پڑھائے۔ (بخاری شریف، جلد ۱، ص ۲۱۱، ۴۲۵)

معلوم ہوا کہ صدیق اکبر اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مسلک میں بحالتِ نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم نماز کے منافی نہیں بلکہ عین ایمان ہے اور جب تصفیق کر کے اور مصلیٰ سے پیچھے ہٹ کر عملاً تعظیمی مظاہرہ نماز کے خشوع وخضوع کے منافی تو محض تعظیم کے ساتھ خیال مبارک میں تو بدرجہ اولیٰ کوئی حرج نہیں۔ اس لئے مولوی اسماعیل دہلوی کا ''صراطِ مستقیم'' اور حسین علی واں بھچروی کا ''بلغۃ الحیران'' میں تعظیم کے ساتھ خیال تصور کو شرک ومفسد نماز اور بیل وگدھے کا استغراق سے بدتر قرار دینا سراسر باطل اور شقاوت پر مبنی ہے اور مسلک صحابہ وصدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اجمعین کے بالکل مخالف ہے۔(والعیاذ باللہ تعالیٰ)

نکتہ

اور یہ بات تو مسلّم ہے کہ نماز میں حضور کا خیال لانا ہوگا یا کم از کم آئے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ ادب و تعظیم کی نیت ہے تو بھی دیوبندیوں کے نزدیک کفر و شرک ہے اور اگر استحقاف کی نیت ہے جب تو بالاتفاق کفر ہے، دونوں صورتوں میں دیوبندی حضرات اپنے ایمان کا خود فیصلہ کریں۔

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و محبت کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامِ اقدس کی بھی تعظیم فرمایا کرتے تھے جیسا کہ روایت میں ہے۔

انگوٹھے چومنا

امام ابوطالب مکی نے ''قوت القلوب'' میں نقل کیا کہ پیغمبر علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی اور صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے نامِ اقدس سن کر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے اور ''قرۃ عینی بك یارسول اللہ'' پڑھا۔(الحدیث)

(تفسیر روح البیان، جلد ۷، صفحہ ۲۲۹، حاشیہ تفسیر جلالین، صفحہ ۳۵۷، موضوعات کبیر، صفحہ ۶۴)

ملا علی قاری علی رحمۃ الباری کا فرمان

انہوں نے انگوٹھے چومنے کی روایات پر قیل وقال کے جواب میں فرمایا ''جب صدیق اکبر تک اس کا مرفوع ہونا ثابت ہے تو یہ اس پر عمل کے لئے کافی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت لازم

پکڑو‘‘(موضوعات کبیر، صفحہ ۶۴)

الغرض نامِ اقدس سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا اور ’’قرۃ عینی بك یارسول الله‘‘ پڑھنا مسلکِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور یہی مسلکِ اہلسنّت ہے، مسلکِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ہے۔

معنی ومفهوم

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، امام سخاوی نے اپنی کتاب ’’مقاصد حسنہ‘‘ میں دیلمی کی ’’مسند الفردوس‘‘ سے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ کریمہ تھی کہ جب وہ مؤذن سے ’’اشهد ان محمدا رسول الله‘‘ سنتے تو اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ’’أشهد ان محمدا عبده ورسوله رضيت بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا‘‘ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس (اللہ) کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اس بات سے راضی ہوا کہ اللہ رب العزت میرا رب ہے اور ہمارا دین اسلام ہے اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے نبی ہیں‘‘

اس کے بعد دونوں کلمے (شہادت) کی انگلیوں کے باطنی حصے کو چوم کر اپنی آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہوگی۔

(حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح، ص ۱۱۱، مقاصد حسنہ فی الاحادیث الدائرۃ علی السنۃ)

معلوم ہوا کہ اذان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نامِ اقدس پر انگوٹھوں کا چومنا، سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت وعقیدہ ہے۔

اسی لئے فقہ حنفی کے جلیل القدر بزرگ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مؤذن پہلی مرتبہ "اشھد ان محمداً رسول اللہ" کہے تو کہے کہ "صلی اللہ علیك یارسول اللہ" اور یہی کلمہ جب دوسری مرتبہ کہے تو "قرۃ عینی بك یارسول اللہ" کہے اور دونوں انگوٹھوں کے ناخن کو اپنی آنکھوں سے لگائے اور کہے "اَللّٰھم متعنی بالسمع والبصر" یہ عمل مستحب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

(ردالمحتار المعروف بشامی، جلد ۲، ص ۶۸ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، فتاوی رضویہ، جلد ۲، صفحہ ۵۱۷)

وضاحت

جب مؤذن پہلی مرتبہ لفظ محمد پر پہنچے تو دونوں انگوٹھوں کو ہونٹوں سے مس کر کے آنکھوں سے لگائے اور "صلی اللہ علیك یارسول اللہ" اور ختم کرنے پر "اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت باللہ وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا" پڑھے اور جب دوسری بار لفظ محمد پر پہنچے تو "قرۃ عینی بك یارسول اللہ" پڑھے اور دونوں ہاتھوں کو منہ پر پھیرتے ہوئے "اللھم متعنی بالسمع والبصر" پڑھے اور ختم کرنے پر وہی الفاظ "اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی للہ علیہ وسلم نبیا" پڑھے۔ اس پر عمل کرنے والوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ مزید تفصیل اور حدیث کی سند پر سیر حاصل گفتگو فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، صفحہ ۴۲۹ ملاحظہ کریں۔

معلوم ہوا کہ یہ مقدس عمل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور

علماء نے اس کو مستحب بھی کہا۔

جس طرح کہ دوسرے مشہور حنفی بزرگ امام الفقہاء علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی لکھا ''انه یستحب'' بیشک یہ عمل محبوب و مستحب ہے اور پھر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ جو حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کی ذکر ہوئی ایسی احادیثِ مبارکہ فضائل اعمال میں مقبول و محبوب ہوتی ہیں۔

(حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح، ص ۱۱۱)

معلوم ہوا کہ یہ مؤقف صحیح ہے جو فضائلِ اعمال میں معتبر ہے، چاہے کوئی اس کے مرفوع ہونے اور صحتِ صحیح کا منکر ہو۔

اور یہ عمل مستحب بھی ہے جیسا کہ فقہاء احناف کی عبارتوں سے واضح ہوا اور نہ کوئی مسلمان اس کی فرضیت و وجوب کا قائل ہے ہاں تمام مسلمان اس عمل کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی بنا پر کرتے ہیں اور یہ امر روزِ روشن کی طرح مسلّم و صحیح ہے جس کو محقق علی الاطلاق مشہور حنفی فقیہ بزرگ علامہ ابنِ ہمام نے بیان کیا جس کو فتح القدیر اور فقہ حنفی کے عظیم فقہی سرمایہ فتاویٰ عالمگیری، جلد ۱، ص ۲۴۵ پر لکھا گیا کہ ''ہر وہ کام جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب اور تعظیم میں کیا جائے تو وہ مستحسن و مستحب ہے''

اُصولِ محبت

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا صدیق اکبر کو انگوٹھی دے کر فرمایا کہ اس پر نقاش سے ''لا اِلٰہ الا اللہ'' لکھوالاؤ۔ صدیق اکبر نے نقاش کو جا کر فرمایا کہ انگوٹھی پر ''لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھ دے۔ جب آپ نے انگوٹھی لا کر دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کی تو اس پر لکھا ہوا تھا ''لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صدیق اکبر''

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر یہ زیادتی کیسی ہے؟ صدیق اکبر نے عرض کی میری محبت نے گوارا نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے نام میں جدائی ہو اور اپنا نام تو میں نے نہیں لکھوایا۔ ادھر جبریل امین حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ابوبکر کا نام میں نے لکھا ہے کیونکہ صدیق اس پر راضی نہ ہوئے کہ آپ کا نام خدا کے نام سے جدا ہو اور خدا تعالیٰ اس سے راضی نہ ہوا کہ صدیق کا نام آپ کے نام سے جدا ہو۔ (ملخصاً)

(نزہۃ المجالس، جلد دوم، صفحہ ۲۸۰ بحوالہ تفسیر کبیر امام رازی علیہ الرحمہ)

معلوم ہوا کہ اُصولِ محبت وتقاضائے عشق کے تحت جو کارِ خیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی، محبت اور تعظیم کے لئے کیا جائے وہ جائز اور کارِ ثواب ہے اور خدا ورسول کی بارگاہ میں مقبول ہے اگرچہ بظاہر قرآن وحدیث میں اس کا ذکر نہ آیا ہو اور خدا اور رسول نے اس کا حکم نہ دیا ہو۔ ایسے کام کو بدعت وبے ثبوت کہہ کر طعن وتشنیع کرنا سراسر بدبختی اور محرومی وبے خبری ہے۔ دیکھیں صدیق اکبر نے از خود نام محمد لکھوایا اور نام خدا کے ساتھ محمد کا اضافہ لیکن خدا ورسول کی طرف سے ناراضگی کے بجائے خوشنودی کا اظہار کیا گیا۔ اسی اُصولِ محبت وتقاضائے عشق کے تحت صدیق اکبر نے دورانِ اذان انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے اور عین نماز کی حالت میں آپ کی تعظیم بجالائے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی اسی اُصول محبت وتقاضائے عشق کے تحت محفلِ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد کرے۔ اذان سے قبل یا بعد درود وسلام پڑھے تو بدعت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کا باعث ہے اور یہی مسلکِ

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اختیار حیات

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا کہ وہ چاہے تو دنیا کی تروتازگی کو اختیار کرلے یا اللہ تعالیٰ کے پاس والی نعمتوں کو اختیار کرلے۔ اس نے اللہ کے پاس والی نعمتوں کو اختیار کرلیا۔ جنابِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور عرض کیا آپ پر ہمارے والدین قربان ہوں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہی یہ اختیار دیا تھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سب سے زیادہ علم والے تھے۔ (جو پہلے ہی ارشادِ نبوت کا منشا سمجھ گئے تھے)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو موت و حیات کا اختیار تھا۔ موت و حیات بھی مخلوق ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ساری مخلوق کے بادشاہ ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدارِ حیات ہیں

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہشات کا محور حضور مدارِ حیات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ آپ نے کہا میری تین خواہشات ہیں

- میں ہر وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کرتا رہوں۔
- میرا مال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر خرچ ہوتا رہے۔
- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری لختِ جگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے نکاح میں قبول

فرمالیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیارِ جنت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''وعدنی ربی عز وجل أن یدخل من أمتی الجنة مائة ألف''

ترجمہ: اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت میں سے ایک لاکھ افراد کو جنت میں داخل کرے گا۔

یہ ارشاد سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ''یا رسول الله زدنا'' یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زیادہ کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اپنے ہاتھ مبارک کی لپ بنا کر فرمادیا کہ ''وهكذا'' (اے صدیق اور اتنے) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ''یا رسول الله زدنا'' یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زیادہ کیجئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے اے ابوبکر! اب رہنے بھی دو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ''إن الله عز وجل قادر أن یدخل الناس الجنة كلهم بحفنة واحدة'' یعنی اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ ایک ہی لپ سے دنیا کو جنت میں داخل کردے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''صدق عمر'' یعنی عمر نے سچ کہا۔ (مسند احمد، جلد ۳، ص ۱۹۳)

معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان وعقیدہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر معاملہ میں خودمختار ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو چاہتے ہیں وہ ہوجاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نہیں فرمایا کہ یااللہ! اور زیادہ

کر دے بلکہ فرمایا! یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آپ زیادہ کر دیں گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا کرنا اللہ ہی کا کرنا ہے اور جو کہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، ان کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تعلق؟

عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر اولاد بھی قربان

سن ۲ ہجری غزوۂ بدر میں آپ خیمہ کی حفاظت کرتے رہے اور آپ کے صاحبزادے عبدالرحمن کفارِ مکہ کی طرف سے جنگ کے لئے ان کے ساتھ تھے تو آپ نے ننگی شمشیر لے کر بیٹے کو للکارا اور مقابلہ کے لئے خود آگے بڑھے مگر رحمتِ عالم کی رحمت نے یہ گوارا نہیں کیا کہ باپ کی تلوار بیٹے کے خون سے آلودہ ہو اس لئے آپ کو عبدالرحمن کے ساتھ لڑنے سے منع فرمادیا بلکہ نبی (غیب کی خبر دینے والے) کو معلوم تھا کہ عبدالرحمن ایمان لے آئیں گے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ جنگِ بدر میں کئی بار میری تلوار کی زد میں آئے، میں نے آپ سے صَرفِ نظر (درگذر) کی اور آپ کو قتل نہ کیا۔ اس کے جواب میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بیٹے عبدالرحمن کان کھول کر سن لو، اگر تم میری تلوار کی زد میں آتے تو میں صَرفِ نظر نہ کرتا بلکہ تم کو قتل کر دیتا۔

معلوم ہوا کہ مخالفینِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے قطع تعلق کرنا اور سب چیزیں قربان کر دینا سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ہے اگرچہ اولاد ہی کیوں نہ ہو، یہ عمل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

آپ کی کرامتیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں، جن میں چند کرامتوں کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک بار میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحابِ صفہ میں سے تین آدمیوں کو اپنے گھر لائے اور ان کو کھانا کھلانے کا حکم فرما کر خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چلے گئے یہاں تک کہ آپ نے رات کا کھانا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے یہاں کھالیا اور بہت زیادہ رات گزر جانے کے بعد اپنے مکان پر تشریف لائے۔ ان کی بیوی نے کہا کہ مہمانوں کے پاس آنے سے آپ کو کس چیز نے روکے رکھا؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے ابھی تک مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے کھانا پیش کیا تھا مگر مہمانوں نے آپ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ یہ سن کر آپ اپنے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سخت ناراض ہوئے کہ اس نے مجھے خبر کیوں نہیں کیا، پھر کھانا منگوا کر مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ

ایم اللہ ما کنا ناخذ من لقمۃ إلا ربا من أسفلھا اکثر منھا

یعنی خدا کی قسم ہم جو بھی لقمہ اُٹھاتے اس کے نیچے کھانا اس سے زیادہ ہوجاتا۔

یہاں تک کہ ہم سب شکم سیر ہوگئے اور جتنا کھانا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ بچ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعجب ہو کر اپنی بیوی سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ برتن میں کھانا پہلے سے کچھ زیادہ نظر آرہا ہے؟ آپ کی بیوی نے قسم

کھا کر کہا بلاشبہ یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے، پھر وہ کھانا اُٹھا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے، صبح تک کھانا بارگاہِ رسالت میں رہا مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا جس کی مدت ختم ہوگئی تھی۔ اس روز صبح کے وقت ایک لشکر تیار کیا گیا جس میں بہت زیادہ آدمی تھے پوری فوج نے اس کھانے کو شکم سیر ہوکر کھایا پھر بھی اس برتن میں کھانا کم نہیں ہوا۔ (بخاری شریف، جلد ۱، ص ۵۰۶)

مہمانوں کے کھانے کے بعد پہلے سے بھی کھانے کا تین گنا زیادہ ہوجانا اور صبح کے وقت پوری فوج کا اس کھانے کو شکم سیر ہوکر کھانا، پھر بھی برتن میں کھانے کا کم نہ ہونا یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم کرامت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرضِ موت میں مجھے وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! میرے پاس جو کچھ میرا مال ہے، وہ مال آج وارثوں کا ہوچکا ہے، میری اولاد میں تمہارے دو بھائی عبدالرحمن و محمد ہیں اور تمہاری دو بہنیں ہیں لہٰذا میرے مال کو تم لوگ قرآنِ مجید کے فرمان کے مطابق تقسیم کرکے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ ابا جان میری تو ایک ہی بہن بی بی اسماء ہیں، یہ میری دوسری بہن کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ جو حاملہ ہے اس کے پیٹ میں لڑکی ہے، وہی تمہاری دوسری بہن ہے۔ چنانچہ آپ کے وصال فرمانے کے بعد آپ کے فرمان کے مطابق حبیبہ خارجہ کے پیٹ سے لڑکی (اُم کلثوم) ہی پیدا ہوئیں۔ (تاریخ الخلفاء، الموطا للامام مالک)

اس حدیث شریف سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کرامتیں ثابت ہوتی ہیں۔ پہلی کرامت یہ کہ وفات سے پہلے آپ کو اس بات کا علم ہوگیا تھا کہ اسی مرض میں انتقال کر جاؤں گا اسی لئے آپ نے وصیت کے وقت یہ فرمایا کہ آج میرا مال میرے وارثوں کا مال ہو چکا ہے اور دوسری کرامت یہ ثابت ہوتی ہے کہ حاملہ کے پیٹ میں لڑکی ہے۔ آپ یقین کے ساتھ جانتے تھے اس لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ حبیبہ خارجہ جو حاملہ ہے اس کے پیٹ میں لڑکی ہے، وہی تمہاری بہن ہے اور ان دونوں باتوں کا علم یقیناً غیب کا علم ہے جو بیشک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو عظیم الشان کرامتیں ہیں اور انہوں نے یہ بیان فرما کر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ دوسرے خاص بندوں کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔

نگاہِ کرامت

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد جو قبائل عرب مرتد ہوکر اسلام سے پھر گئے تھے، ان میں قبیلہ کندہ بھی تھا۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قبیلہ والوں سے بھی جہاد فرمایا اور مجاہدینِ اسلام نے اس قبیلے کے سردارِ اعظم یعنی اشعث بن قیس کو گرفتار کرلیا اور لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر اس کو دربارِ خلافت میں پیش کیا۔ امیر المومنین کے پاس آتے ہی اشعث بن قیس نے بآواز بلند اپنے جرم ارتداد کا اقرار کرلیا اور پھر فوراً توبہ کر کے صدقِ دل سے اسلام قبول کرلیا۔ امیر المومنین نے خوش ہوکر اس کا قصور معاف کر دیا

اور اپنی بہن حضرت ''ام فردہ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کا نکاح کر کے اس کو اپنی خاص عنایتوں اور نوازشوں سے سرفراز کر دیا۔ تمام حاضرین دربار حیران رہ گئے کہ مرتدین کا سردار جس نے مرتد ہوکر امیر المومنین سے بغاوت اور جنگ کی اور بہت سے مجاہدینِ اسلام کا خونِ ناحق کیا، ایسے خونخوار باغی اور اتنے بڑے خطرناک مجرم کو امیر المومنین نے اس قدر کیوں نوازا، لیکن جب حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صادق الاسلام ہوکر عراق کے جہادوں میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر ایسے ایسے مجاہدانہ کارنامے انجام دیئے کہ عراق کی فتح کا سہرا انہی کے سر رہا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جنگِ قادسیہ اور قلعہ مدائن وجلولا ونہاوند کی لڑائیوں میں انہوں نے سرفروشی وجانبازی کے جو حیرت ناک مناظر پیش کئے، انہیں دیکھ کر سب کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ واقعی امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہِ کرامت نے حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں چھپے ہوئے کمالات کے انمول جوہروں کو برسوں پہلے دیکھ لیا تھا وہ کسی اور کو نظر نہیں آئے گا۔ یقیناً یہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بہت بڑی کرامت ہے۔ (ازالۃ الخلفاء، مقصد نمبر ۲، ص ۳۹)

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علالت وصیت اور وفات

واقدی، حاکم، ابن سعد اور ابن ابی الدنیا نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ والد گرامی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علالت کی ابتدا یوں ہوئی کہ آپ نے ۷ جمادی الثانی

۱۳ ہجری پیر کے روز غسل فرمایا۔ اس روز سردی بہت زیادہ تھی جو اثر کر گئی، آپ کو بخار آ گیا اور پندرہ دن تک آپ علیل رہے۔ آپ خلقتاً بہت ناتواں تھے۔ عمر کے تقاضے اور اس علالت نے بہت جلد نڈھال کر دیا، نشست و برخاست سے معذور ہو گئے، اس درمیان میں آپ نماز کے لئے بھی گھر سے باہر تشریف نہیں لا سکے اور آپ کی علالت کے دوران حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت فرماتے رہے اور آئندہ اپنے جانشین کے بارے میں اکابر صحابہ کو بلا کر ان سے مشورہ کیا اور اپنی طرف سے بطور رائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ان کی اہلیت میں کوئی شبہ نہیں لیکن وہ کسی قدر سخت ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عیادت کو آئے ہوئے تھے، انہوں نے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درشتی مزاج اور تشدد کی شکایت کی اور کہا جب وہ آپ کے سامنے اتنے سخت ہیں تو آپ کے بعد نہ جانے کیا کریں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا جب ان پر خلافت کا بار پڑے گا تو آپ نرم ہو جائیں گے۔ ایک صحابی نے کہا آپ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درشتی مزاج کے باوجود ان کو اپنا جانشین بنانا چاہتے ہیں، خدا کو آپ کیا جواب دیں گے۔ فرمایا میں عرض کروں گا کہ خدایا میں نے تیرے بندوں میں سے ایسے شخص کو منتخب کیا تھا جو ان سب میں اچھا تھا۔

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر وصیت نامہ لکھوایا۔ وصیت نامہ مکمل کرانے کے بعد اپنے غلام کو حکم دیا کہ اسے لے جا کر صحابہ کے عام مجمع میں سناؤ اور خود بالا خانہ پر جا کر حاضرین سے فرمایا کہ میں نے اپنے کسی عزیز کو خلیفہ

نہیں بنایا بلکہ اس شخص کو منتخب کیا ہے جو میرے نزدیک تم سب سے بہتر ہے۔ سب نے اس حسن انتخاب کی تائید کی، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر ضروری وصیتیں کی۔

آپ کا وصیت نامہ

برادرانِ ملت! حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ''وصیت نامہ'' بھی بڑا ہی رقت خیز اور عبرت آموز ہے۔ آپ نے دورانِ علالت میں سب سے پہلے تو اکابر صحابہ سے مشورہ کر کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اعلان فرمایا، پھر آپ نے خاص طور سے تین وصیتیں فرمائیں۔

(۱) پہلی وصیت یہ کہ میں نے آج تک جتنی تنخواہ بیت المال سے لی ہے، میری فلاں زمین بیچ کر وہ ساری رقم بیت المال کو ادا کر دی جائے۔

(۲) دوسری وصیت یہ کہ خلافت کے دوران میرے مال میں تین چیزوں کا اضافہ ہوا ہے، ایک حبشی غلام جو مجاہدین کی تلواروں پر صیقل کرتا تھا، ایک چادر، ایک پانی بھرنے والی اونٹنی، یہ تینوں چیزیں میری وفات کے بعد ''خلیفہ وقت'' کے پاس پہنچا دی جائیں۔

چنانچہ جب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان چیزوں کو دیکھا تو رو پڑے اور کہا کہ اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ نے تو اپنے جانشینوں کو بڑی مشکل میں ڈال دیا۔

(۳) تیسری وصیت یہ فرمائی کہ میرے کفن میں تین کپڑے دیئے جائیں، دو چادریں تو یہی جو اس وقت میرے بدن پر ہیں اور ایک نئی چادر شامل کر لی جائے۔

پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر چند وصیتیں کیں اور پھر فرمایا آج کون سا دن ہے، معلوم ہوا دوشنبہ۔ پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کس دن انتقال فرمایا تھا؟ عرض کیا گیا اسی دن، فرمایا میری بھی یہی آرزو ہے۔ یہ آرزو پوری ہوئی اور آخر کار بظاہر اسی بخار کے سبب ۶۳ سال کی عمر میں ۲ سال ۳ ماہ ۱۱ دن آپ مسند خلافت خلافت پر رونق افروز رہ کر ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو دوشنبہ (پیر) کا دن گزرنے کے بعد ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو شبِ منگل کو آپ نے اس دنیائے فانی سے ظاہری پردہ فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک پہلوئے مقدس میں مدفون ہوئے۔

"اناللہ وإنا الیہ راجعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنھا"

وفات کے وقت محمد، عبدالرحمن، اسماء اور عائشہ (امیر المومنین) اولادیں یادگار چھوڑیں۔
ایک صاحبزادی اُم کلثوم وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔

نوٹ: علمائے کرام فرماتے ہیں کہ بظاہر تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات بخار کے مرض میں ہوئی لیکن دراصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی وجہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جدائی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد آپ کی صحت روز بروز گرتی چلی گئی اور آپ بہت زیادہ کمزور ہوگئے اور جدائی کا غم ہی آپ کے مرض کی وجہ بنا اور دوسری وجہ جو تحریر فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ غارِ ثور میں جو آپ کو سانپ نے ڈسا تھا اس کا اثر ظاہر ہوا اور اس سبب سے آپ کی وفات ہوئی۔ اس کی وجہ یہ فرماتے ہیں کہ آپ کو شہادت کا مرتبہ عطا فرمانا تھا کہ آپ نے بھی اپنی جان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نثار کی جس کی وجہ سے

یہ اثر دوبارہ ظاہر ہوا۔

نوٹ: ان تینوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں۔اس کو یوں سمجھ لیں کہ جدائی کے غم نے آپ کو کمزور کردیا تھا اور کمزوری کے سبب زہر کا اثر غالب آ گیا اور آپ کو بخار کا مرض ہو گیا یعنی مرض کی اصل وجہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے، محبت جس قدر زیادہ ہوگی جدائی کا غم اس قدر زیادہ ہوگا۔

تین ہستیاں

مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عام طور پر فرمایا کرتے تھے کہ میرے علم میں تین ہستیاں ایسی گزری ہیں جو فراست کے بلند ترین مقام پر پہنچی ہوئی تھیں۔

اوّل: امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ان کی نگاہِ کرامت کی نوری فراست نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کو دیکھ لیا اور آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بعد خلافت کے لئے منتخب فرمایا جس کو تمام دنیا کے مورخین اور دانشوروں نے بہترین قرار دیا۔

دوم: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی حضرت صفوراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روشن مستقبل کو اپنی فراست سے بھانپ لیا اور اپنے والد حضرت شعیب علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ اس جوان کو بطور اجیر کے اپنے گھر پر رکھ لیں جبکہ انتہائی کسمپرسی کے عالم میں فرعون کے ظلم سے بچنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اکیلے ہجرت کر کے مصر سے ''مدین'' پہنچ گئے تھے۔ چنانچہ حضرت

شعیب علیہ السلام نے ان کو اپنے گھر پر رکھ لیا اور ان کی خوبیوں کو دیکھ کر ان کے کمالات میں متاثر ہوکر اپنی صاحبزادی حضرت بی بی صفوراء کا ان سے نکاح کر دیا اور اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا۔

سوم: عزیز مصر کہ انہوں نے اپنی بیوی حضرت زلیخا کو حکم دیا کہ اگر چہ حضرت یوسف علیہ السلام ہمارے زر خرید غلام بن کر ہمارے گھر میں آئے ہیں مگر خبردار! تم ان کے اعزاز و اکرام کا خاص طور پر اہتمام و انتظام رکھنا کیونکہ عزیز مصر نے اپنی نگاہِ فراست سے حضرت یوسف علیہ السلام کے شاندار مستقبل کو سمجھ لیا تھا کہ گویا آج غلام ہیں مگر یہ ایک دن مصر کے بادشاہ ہوں گے۔ (تاریخ الخلفاء، ص۵۷، ازالۃ الخلفاء، مقصد ۲، ص ۳۳)

سایۂ مصطفیٰ مایہ اصطفا
عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

دعا ہے کہ خدائے عزوجل ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی غلامی عطا فرمائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روضہ مبارکہ میں زندہ ہیں

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور جانِ کائنات کے وصال مبارک کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے پاس ہمیں یاد رکھنا اور ہمارا خیال رکھنا۔ (مواہب الدنیہ، ص ۳۲۲)

اورعرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ اپنی مبارک زندگی میں صاف ستھرے تھے اور وفات کے بعد بھی صاف ستھرے تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دو دفعہ موت کا مزا نہ چکھائے گا۔ (سیرت الرسول، ص ۷۳۷)

نداوسماعت

جب سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقتِ وصال حاضرین صحابہ کو وصیت فرمائی کہ میری وفات کے بعد جب نمازِ جنازہ سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ کے سامنے لے کر پہلے "السلام علیک یارسول اللہ" کہنا اور پھر عرض کرنا ابوبکر حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ پس اگر دروازہ کھل جائے تو مجھے روضۂ پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو مبارک میں دفن کرنا اور اگر دروازہ نہ کھلے تو جنت البقیع میں لے جانا۔

چنانچہ جب صحابہ کرام نے صدیق اکبر کی اس وصیت پر عمل کیا اور صدا لگائی تو تالا گر گیا اور دروازہ کھل گیا اور روضۂ نبوی سے آواز آئی "ادخلوا الحبیب إلی الحبیب" داخل کرو حبیب کو حبیب کی طرف، حبیب سے حبیب کو ملنے کا بڑا شوق ہے۔

(شواہد النبوۃ، حضرت ملا جامی، ص ۲۴۱، نزہۃ المجالس، جلد ۲، صفحہ ۳۰۰، خصائص الکبریٰ، جلد ۳، صفحہ ۴۰۸، سیرتِ حلبیہ، جلد ۲، ص ۴۸۸، تفسیر کبیر، جلد ۲۱، ص ۸۷ اور دیوبند اور غیر مقلد کے پیشوا نے بھی اسے نقل کیا ہے۔ جمال الاولیاء، اشرف علی تھانوی، ص ۲۹، تکریم المومنین، نواب صدیق حسن غیر مقلد، ص ۳۷)

معلوم ہوا کہ مسلکِ صدیق اکبر کے مطابق "السلام علیک یارسول اللہ"

پڑھنا درست ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحیات حقیقی زندہ ہیں، اپنے غلاموں کا درود وسلام اور فریادیں سنتے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ ان کی مرادیں پوری فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ پاک پر حاضر ہونا اور اپنی حاجات عرض کرنا سب کچھ اسلام کے عین مطابق ہے، اس میں شرک و بدعت کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔ یہی صدیق اکبر کی وصیت اور آپ کا مسلک ہے اور اسی پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع و اتفاق ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک

اس وصیت سے جو باتیں معلوم ہوئی وہ اہلسنّت و جماعت کے تمام پڑھنے والوں کی خدمت میں حاضر ہیں۔

(۱) سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بعد وصال بھی اختیار رکھتے ہیں جب ہی فرمایا اجازت مانگنا۔

(۲) سارے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بھی یہی عقیدہ ہے کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اجازت کیوں مانگتے ہو۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود قبر انور سے تائید فرمائی حبیب کو حبیب سے ملا دو، حبیب کو حبیب سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے۔

(۴) بزرگوں کے قرب سے بڑا فائدہ ہے ورنہ بعد وصال بھی سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قرب میں دفن ہونا چاہتے۔

(۵) صدا لگانے والے صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے صدا لگائی۔ تفسیر کبیر میں ہے بعد انتقال نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اولیاء اللہ کو حرف ''یا'' سے پکارنا جائز ہے۔

(۶) جسے محبت جس سے ہوگئی وہ ان کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہے، زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا اندازہ اس وصیت سے لگایا جاسکتا ہے۔

(۷) جائز وصیت پوری کرنی چاہیے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پوری کی۔

(۸) تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ اپنے عقائد کی حفاظت چاہتے ہوں تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نقش قدم پر عمل کریں اوران کے عقائد کے مطابق اپنے عقائد رکھیں اور کسی کی سمجھ میں کوئی مسئلہ نہ آئے تو بحث نہ کریں بلکہ علمائے اہلسنّت سے رابطہ کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے بوسیلہ صحابہ کرام علیہم الرضوان۔

چند موازنات

مقام ابراھیم علیہ السلام

جس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوکر خانہ کعبہ کی تعمیر فرماتے تھے، اس پتھر کی یہ شان ہوگئی کہ رب تعالیٰ عزوجل نے ارشاد فرمایا

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّى ؕ۔ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

حاجی لوگ اس پتھر کے قریب دو رکعت نمازِ نفل پڑھتے ہیں۔

نکتہ: جس بے جان پتھر پر خلیل اللہ علیہ السلام کھڑے ہوجائیں اس کی اتنی شان

بڑھ جائے اور جس کے کندھوں پر حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہو جائیں اس کی شان کا کیا عالم ہوگا۔ یہاں دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ جس بے جان پتھر پر خلیل اللہ علیہ السلام کے قدم مبارک لگ جائے تو وہ شعائر اللہ بن جائے اور جس گود میں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر مبارک رکھ کر سوئیں تو اِن کی شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سواریاں

جن گھوڑوں پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سوار ہو کر جہاد کریں، ان گھوڑوں کی قسم رب العالمین قرآن میں ذکر فرمائے، چنانچہ ارشاد ہوا کہ

وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا ۝ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ العادیات، آیت ۱ تا ۵)

ترجمہ کنزالایمان: قسم ہے ان کی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہوئی، پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر، پھر صبح ہوتے تاراج کرتے ہیں، پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں، پھر دشمن کے بیچ لشکر میں جاتے ہیں۔

نکتہ: اور جس صدیق کے کندھوں پر صحابہ کرام کے آقا، سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری فرمائیں، اس کا مقام اور رتبہ اپنے رب عزوجل کے نزدیک کیا ہوگا۔

اصحابِ کهف

اصحابِ کہف کا قصہ کلامِ مقدس میں مذکور ہے، ان حضرات کے پیچھے ایک کتا لگ گیا اور پھر اِن اولیاء کرام کی آرام گاہ (غار) کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ کل قیامت کے دن اس کتے کو انسانی شکل میں اُٹھایا جائے گا

اور جنت میں داخل کیا جائے گا۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

سگ اصحاب کہف روزے چند

پے نیکاں گرفت مردم شد

ترجمہ: اصحابِ کہف کا کتا چند دن نیکوں کے پیچھے لگا تو آدمی ہوا۔ (گلستانِ سعدی)

نکتہ: ایک کتا اولیاء اللہ کے پیچھے لگے اور ان کی آرام گاہ کے دہانے پر بیٹھے وہ جنت میں جائے اور جو حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ سفر و حضر میں رہے حتیٰ کہ آخری آرام بھی محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں نصیب ہو تو وہ داخلِ جنت کیسے نہیں ہوں گے یقیناً قطعاً داخل ہوں گے بلکہ اس امت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا۔

ہم سفر موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک نوجوان خادم کے ساتھ سفر پر نکلتے، اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا کہ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ○ (پارہ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت ٦٠)

ترجمہ کنز الایمان: جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں چلا جاؤں۔

اس خادم کا نام یوشع بن نون تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صحبت میں

رہتے تھے، آپ سے علم اخذ کرتے تھے اور آپ کے بعد آپ کے جانشین ہوئے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

نکتہ: اگر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے سفر و حضر میں ساتھ رہنے والا ان کا جانشین بن سکتا ہے تو حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر و حضر میں رہنے والے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین ہو سکتے ہیں۔

اعتراض

رافضی اعتراض کرتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کی رات ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ نہیں لیا تھا بلکہ وہ خود بخود پیچھے ہو لئے تھے تاکہ مشرکینِ مکہ ان کے قدموں کے نشانات پا کر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑ لیں۔

للتعجب، دیکھئے تو سہی بغضِ صحابہ کے نشے میں مدہوش ہو کر کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں، جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غدار حواری نے رشوت لے کر روح اللہ علیہ السلام کو گرفتار کرانے کی کوشش کی تو اللہ عزوجل نے اس کو یہودیوں کے ہاتھوں سولی پر لٹکوا دیا لیکن اس کے برعکس اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی کو ''ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ'' (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۴۰) کا انعام عطا فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے جانثار غلام تھے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض منافقت کی دلیل ہے

پکا منافق

سلطانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دراز گوش مبارک پر سوار ہو کر تشریف لے جا رہے

تھے، انصار کی مجلس پر گزر رہوا، وہاں تھوڑی دیر ٹھہرے، اس جگہ دراز گوش (گدھے مبارک) نے پیشاب کیا تو ابن ابی منافق نے نفرت سے ناک بند کردی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دراز گوش کا پیشاب مبارک تیرے مشک وعنبر سے زیادہ خوشبو رکھتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو تشریف لے گئے لیکن ان دونوں میں بات بڑھ گئی اور ان دونوں کی قومیں آپس میں لڑ پڑیں اور جھگڑے تک نوبت پہنچی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سواری کے پیشاب مبارک سے نفرت کرنے والا رئیس المنافقین ابن ابی تھا۔ معلوم ہوا جس کی نسبت سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوجائے اس سے نفرت کرنے والا منافق ہی ہوگا اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھوں پر سواری کی ہے جو صدیق سے نفرت کرے وہ بھی پکا منافق ہے۔

نکتہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سواری سے نفرت کرنے والے کو جواب دینا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت مبارکہ ہے۔

خلیل اللہ علیہ السلام اور رفیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ رب العالمین کے خلیل ہونے کا شرف حاصل ہے اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رحمۃ للعالمین کے رفیق ہونے کا شرف حاصل ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ رب العالمین کے خلیل ہونے کا ثبوت دیا۔ بلاتمثیل اسی طرح سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقا سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رفیق ہونے کا ثبوت دیا۔

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ابھی بچپن تھا، تمام کفار اپنے گھروں اور عبادت خانوں کو چھوڑ کر سالانہ میلے میں شریک ہونے کے لئے گئے، حضرت خلیل اللہ علیہ السلام بت خانے میں آکر بتوں سے فرمانے لگے کیا تم خدا ہو، اگر تم خدا ہو تو میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلاؤ، میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلاؤ، جب ان بے جان پتھروں سے کوئی آواز نہ آئی تو آپ علیہ السلام نے کلہاڑی سے ان باطل خداؤں کو توڑنا شروع کر دیا، کسی کا بازو، کسی کا سر تو کسی کی ناک توڑ دی اور آخر میں کلہاڑی بڑے بت کے کندھے پر رکھ کر باہر تشریف لے آئے۔

اور اب رفیقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپنے کو دیکھئے، زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ نے بت پرستی نہیں کی، آپ ہمیشہ اس کے خلاف رہے یہاں تک کہ آپ کی عمر شریف چند برس کی ہوئی تو اسی زمانہ میں آپ نے بت شکنی فرمائی جیسا کہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے رسالہ مبارکہ "تنزیہ المکانۃ الحیدریہ" صفحہ ۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ نبوت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا ایک مرتبہ مجھے میرے والد ابوقحافہ (جب آپ چھوٹے تھے تو اپنے والد محترم جو کہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) اپنے ساتھ بت خانے میں لے گئے، آتے ہی والد محترم عبادت میں مشغول ہو گئے اور یہ ننھا موحد ایک بہت بڑے بت کے سامنے کھڑے ہو کر اس سے فرمانے لگے کیا تو خدا ہے، اگر تو خدا ہے تو میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا، میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے، میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلا، جب اس بے جان ساقط بت سے کوئی آواز نہ آئی تو میں نے ایک پتھر اُٹھایا اور کہا میں تجھ پر پتھر مارتا ہوں اگر تو خدا ہے تو

اپنے آپ کو میری مار سے بچا، وہ اب بھی نرا بت بنا رہا۔ آخر آپ نے بقوتِ صدیقی یہ کہہ کر اس بے جان اور بے بس خدا کے منہ پر پتھر دے مارا تو وہ خدائے گمراہاں منہ کے بل گر پڑا اور اس کی ناک ٹوٹ گئی۔ اس وقت آپ کے والد ماجد واپس آرہے تھے، یہ ماجرا دیکھ کر والد محترم نے غصہ میں آکر تھپڑ رسید کر کے کہا کہ اے میرے بچے تو نے یہ کیا کیا؟ فرمایا کہ وہی کیا جو آپ دیکھ رہے ہیں، میں نے کہا دیکھ لوا اپنے خدا کا حال جو میری مار سے نہ بچ سکا۔ آپ کے والد انہیں ان کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس (وہ بھی صحابیہ ہوئی) لے کر آئیں اور سارے واقعہ کی شکایت ان کی والدہ سے بیان کی۔ انہوں نے فرمایا اس بچے کو کچھ نہ کہو کہ جس رات یہ پیدا ہوا میرے پاس کوئی نہ تھا میں نے ایک غیبی آواز سنی کہ

یا امة الله على التحقيق ابشرى بالولد العتيق اسمه فى اسماء الصديق لمحمد صاحب ورفيق

یعنی اے اللہ کی سچی بندی تجھے خوش خبری ہو اس عتیق (آزاد) بچے کی اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یار و رفیق جس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے۔

(رواہ القاضی ابوالحسین احمد بن محمد الزبیدی بسندہ فی معالی العرش الحبیب)

یہ واقعہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا چکے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا صدیق سچ کہہ رہے ہیں۔

(۲) سیّدنا خلیل اللہ علیہ السلام مشرکین کے ظلم و ستم سے اپنے رب کے حکم سے اپنے شہر کو چھوڑ کر شام کی طرف ہجرت کرتے ہیں۔

ادھر رفیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کے ظلم و ستم کی وجہ سے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے حکم پر مکہ سے مدینہ ہجرت کرتے ہیں۔

(۳) سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو ہجرت کے بعد ایک ظالم بادشاہ کا سامنا کرنا پڑا۔ بادشاہ نے آپ کی زوجہ محترمہ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ تمہاری کیا لگتی ہے تو آپ نے فرمایا یہ میری بہن ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا ایسا فرمانا توریۃ تھا آپ نے بہن سے مراد دینی بہن لیا نہ کہ حقیقتاً دوسری تاویل میں یہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا خلیل اللہ اور آپ کی زوجہ محترمہ ایک ہی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

مکہ سے مدینہ ہجرت والے سفر میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامنا کفار سے ہوا۔ کفار نے پوچھا تم کون ہو کہاں جارہے ہو تو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا یہ میرے آقا ہیں اور میں ان کا غلام ہوں۔ علماء فرماتے ہیں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایسا فرمانا برحق و سچ تھا کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے حقیقتاً آقا ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں۔

(۴) سیّدنا ابراہیم علیہ السلام ظالم بادشاہ کے ظلم کی وجہ سے ایک سرنگ میں مقیم ہو گئے۔

(۵) کفار نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا۔ رب العالمین کا حکم پہنچا:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۶۹)

ترجمہ کنزالایمان: اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر۔

غارِ ثور کے اقامت کے دوران عاشقِ صادق کو ایک سانپ نے کاٹ لیا، جلتے ہوئے زہر پر جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب مبارک پہنچ گیا، جلتا ہوا پاؤں راحت میں آ گیا۔

(۶) سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ رب العالمین کی رضا کی خاطر اپنے لختِ جگر کی اپنے ہاتھوں سے قربانی کرتے ہیں۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے رب عزوجل اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رضا کی خاطر اپنے فرزند کو قربان کرنے کے لئے تیار تھے جیسا کہ روایت میں آیا ہے (اور پہلے یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ تحریر ہے)

(۷) جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے تمام امتحانات میں سرخرو ہوئے تو اللہ رب العالمین نے اپنے خلیل کو امامت کا تاج پہنایا جیسا کہ کلامِ مقدس میں ارشاد ہے کہ

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ ۔ (پارہ ۱، سورۃ البقر، آیت ۱۲۴)

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں، فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔

اسی طرح جب سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تمام امتحانات میں سرخرو ہوئے تو رحمۃ للعالمین نے اپنے رفیق کو امامت کا تاج پہنایا جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں آیا، محبوبِ مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مروا ابابکر فلیصلی بالناس"، یعنی ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر امامت فرمائی۔ جب ابراہیم علیہ السلام پر انعام

ہو چکا تو اپنے رب کی بارگاہ میں شکرانے کے طور پر دعا کی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ۝ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ﷺ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

(پارہ ۱۳، سورۂ ابراہیم، آیت ۳۹ تا ۴۱)

ترجمہ کنزالایمان: سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل و اسحٰق دیئے، بیشک میرا رب دعا سننے والا ہے، اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور میری اولاد کو، اے ہمارے رب اور ہماری دعا سن لے، اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

جب سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر انعام ہوا تو بارگاہِ الٰہی میں دعا کی

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (پارہ ۲۶، سورۃ الاحقاف، آیت ۱۵)

ترجمہ کنزالایمان: عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح رکھ، میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں۔

نوٹ: یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

جومماثلت دی گئی ہے وہ صرف واقعات کی بناء پر ہے نہ کہ فضیلت اور مرتبے پر کیونکہ ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین علماء کرام مل کر بھی کسی نبی کے درجے تک نہیں پہنچ سکتے۔

نبی کے اصحاب پر تبرّا کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے اصحاب کو قوم انطاکیہ کی طرف تبلیغ کے لئے بھیجا تو انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب پر تبرّا کرنا شروع کردیا جیسا کہ کلامِ مقدس میں ہے

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ○ (پارہ ۲۲، سورۂ یٰس، آیت ۱۵)

ترجمہ کنزالایمان: تم نرے جھوٹے ہو۔

قَالُوْۤا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ۔ (پارہ ۲۲، سورۂ یٰس، آیت ۱۸)

ترجمہ کنزالایمان: ہم تمہیں منحوس سمجھتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے ان کے اصحاب پر تبرّا کیا۔ جیسا کہ ارشاد ہوا:

وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا ۔ (پارہ ۱۲، سورۂ ہود، آیت ۲۷)

ترجمہ کنزالایمان: ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کس نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے۔

معاذ اللہ! حضرت نوح علیہ السلام کے اصحاب کو کفار نے کمینہ کہا، معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے اصحاب پر جھوٹے، منحوس اور کمینہ جیسے الفاظ سے تبرّا کرنا کفار کا طریقہ ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تبرّا کرنے والے منافق ہیں۔

وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ اٰمِنُوۡا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰـكِنۡ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ ۝

(پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں، سنتا ہے وہی احمق مگر جانتے نہیں۔

''الناس'' سے مراد صحابہ کرام ہیں۔ معلوم ہوا صحابہ کرام پر تبرّا کرنے والے منافق ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے گستاخوں کو جواب دینا اللہ رب العالمین کی سنت مبارکہ ہے۔

زُيِّنَ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا وَيَسۡخَرُوۡنَ مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۘ وَالَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ۔ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۲۱۲)

ترجمہ کنزالایمان: کافروں کی نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی اور ڈر والے ان سے اوپر ہوں گے، قیامت کے دن۔

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيۡقٌ مِّنۡ عِبَادِىۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ ۝ فَاتَّخَذۡتُمُوۡهُمۡ سِخۡرِيًّا حَتّٰۤى اَنۡسَوۡكُمۡ ذِكۡرِىۡ وَكُنۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ تَضۡحَكُوۡنَ ۝ اِنِّىۡ جَزَيۡتُهُمُ الۡيَوۡمَ بِمَا صَبَرُوۡۤا ۙ اَنَّهُمۡ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ۝ (پارہ ۱۸، سورۃ المومنون، آیت ۱۰۹ تا ۱۱۱)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک میرے بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا، اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے تو تم نے انہیں ٹھٹھا بنا لیا یہاں تک کہ انہیں بنانے کے شغل میں میری یاد بھول گئے اور تم

ان سے ہنسا کرتے، بیشک آج میں نے ان کے صبر کا انہیں یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَكُوْنَ o وَ اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ o وَ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِیْنَ o وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ o وَ مَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَیْهِمْ حٰفِظِیْنَ o فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ یَضْحَكُوْنَ o عَلَى الْاَرَآىِٕكِ ۙ یَنْظُرُوْنَ o هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ o (پارہ ۳۰، سورۃ المطففین، آیت ۲۹ تا ۳۶)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک مجرم لوگ ایمان والوں سے ہنسا کرتے تھے اور جب وہ ان پر گزرتے تو یہ آپس میں ان پر آنکھوں سے اشارے کرتے اور جب اپنے گھر پلٹتے خوشیاں کرتے پلٹتے اور جب مسلمانوں کو دیکھتے کہتے بے شک یہ لوگ بہکے ہوئے ہیں اور یہ کچھ ان پر نگہبان بنا کر نہ بھیجے گئے تو آج ایمان والے کافروں سے ہنستے ہیں، تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں کیوں کچھ بدلہ ملا کافروں کو اپنے کئے کا۔

یَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ o

(پارہ ۲۸، سورۃ المنافقون، آیت ۸)

ترجمہ کنزالایمان: کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے مسلمان ہیں

رافضی کہتے ہیں کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہری اسلام کے حامی تھے، باطن میں وہ کفار کے ساتھ تھے یعنی منافق تھے، فاسق تھے۔(معاذ اللہ) بہت کچھ کہتے رہتے ہیں مگر قرآن صدیق کی صداقت باوفا ان کے مؤمن ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔

دلیل نمبر ۱: اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا ۔(پارہ ۱۰، سورۂ التوبہ، آیت ۴۰)

ترجمہ کنزالایمان: غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں۔

''فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ'' سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا صدیق اکبر پر اپنا سکینہ اتارا۔ اس آیت میں علیہ کی ضمیر کا مرجع یقیناً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قلبی اطمینان تو ہمیشہ رہا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ خیر وعافیت کے ساتھ مدینے پہنچ جائیں گے، اس لئے آپ پر سکینہ اترنے کا کوئی معنی ہی نہیں، گھبراہٹ اور بیقراری تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے قلب میں تھی اس لئے ان ہی کے دل پر سکینہ اترنے کی ضرورت تھی۔ معلوم ہوا کہ سکینہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر اترا۔ اب دیکھنا یہ

ہے کہ سکینہ کن پر اترتا ہے تو ارشاد ہوا

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا o

(پارہ ۲۸، سورۃ الفتح، آیت ۱۸)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

تو معلوم ہوا سکون ان پر اترتا ہے جس سے اللہ راضی ہوتا ہے۔

فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ط ۔(پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲۶)

ترجمہ کنزالایمان: تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تقویٰ کے کلمہ پر استقامت بخشی اور وہ اس کے حقدار بھی تھے۔

دلیل نمبر ۲: اگر معاذ اللہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منافق تھے تو قرآنِ پاک منافقوں کے بارے میں کہتا ہے کہ

لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَآ اِلَّا قَلِیْلًا o مَّلْعُوْنِیْنَ ۚ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا o

(پارہ ۲۲، سورۂ احزاب، آیت ۶۰، ۶۱)

ترجمہ کنزالایمان: اگر باز نہ آئے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہ دیں گے پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں۔

اس آیتِ مبارکہ کی ایک تفسیر یہ بھی ہے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایمان کی یہ بھی ایک قطعی دلیل ہے کہ اگر ان کے دل میں نفاق ہوتا یا وہ اسلام کے بدخواہ ہوتے، جس طرح کئی بد باطن کہتے ہیں تو اس ارشادِ ربانی کے مطابق وہ مدینہ میں نہ ٹھہر سکتے اور ان کے ساتھ وہ سلوک روا رکھا جاتا جو پہلی آیتوں میں مذکور ہے اور حال یہ ہے کہ وہ آج بھی صرف مدینہ طیبہ میں نہیں بلکہ عرشِ بریں سے بھی زیادہ متبرک ومقدس گنبد خضراء میں اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں اور دامنِ کرم میں تشریف فرما ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ان گنت اور بیشمار رحمتیں اور برکتیں جو اس کے حبیب پر نازل ہو رہی ہیں اس سے وہ محفوظ ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ حق کو یوں آشکار کرتا ہے لیکن دل کے اندھے نورِ حق کو پھر بھی نہیں دیکھ سکتے۔

دلیل نمبر ۳:۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ

(پارہ ۱۰، سورۂ التوبہ، آیت ۷۳)

ترجمہ کنزالایمان: اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ آپ کفار و منافقین کے ساتھ اب نرمی اور عفو و درگزر کا سلوک نہ کیجئے بلکہ ان کے ساتھ جنگ کیجئے اور سختی کا برتاؤ کیجئے۔ اگر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین منافق تھے تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان پر سختی کیوں نہ کی بلکہ اس کے برعکس میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے قرب سے نوازتے رہے۔

دلیل نمبر ۴:۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۸۴)

ترجمہ کنزالایمان: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔

اللہ رب العالمین اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کی قبروں پر کھڑے ہونے سے منع فرما رہا ہے اور صدیق کی شان دیکھئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی قبر کو اپنے قدموں میں جگہ دیتے ہیں، اگر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منافق تھے تو ان کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے قرب سے کیوں نوازتے۔

دلیل نمبر ۵:۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ ۔ (پارہ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت ۲۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اوروں پر نہ پڑیں۔ (کنزالایمان)

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ط

(پارہ ۷، سورۂ الانعام، آیت ۵۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس کی رضا چاہتے۔

اللہ جل شانہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمارہا ہے کہ جو اپنے رب کو صبح اور شام پکارتے ہیں ان کو آپ اپنے قریب رکھیں اور یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر کو سب سے زیادہ اپنے قریب رکھا ہے اتنا قریب کہ سفر وحضر میں قریب ہیں، غار و گنبد میں قریب ہیں حتیٰ کہ جس مٹی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خمیر مبارک بنا اسی مٹی سے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خمیر مبارک بنا۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، شہنشاہ عشق ومحبت، مجددِ دین وملت الشاہ محمد احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ افریقہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خطیب نے کتاب المتفق والمفترق میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ما من مولود الا وفی سرته من تربته التی تولد منها فإذا رد إلی ارذل عمره رد إلی تربته التی خلق منها حتی یدفن فیها وانی وأبا بکر وعمر خلقنا من تربة واحدة وفیها ندفن۔

ترجمہ: ہر بچہ کے ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا ہے، یہاں تک کہ اسی میں دفن کیا جائے اور میں اور ابوبکر اور عمر ایک مٹی سے بنے، اسی میں دفن ہوں گے۔

ہمت اور کشت ملت را چوں ابر
ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

پس کلامِ الٰہی سے ثابت ہوا کہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومن ہیں اور مومنین پر تبرّا کرنا کفار اور منافقین کا طریقہ ہے تو معلوم ہوا سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تبرّا کرنے والے کفار اور منافقین کے طریقہ پر ہیں اور کفار ومنافقین شیطان کے طریقے پر ہیں اور شیطان کا طریقہ جہنم میں لے جانے والا ہے تو نتیجہ نکلا سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بالخصوص اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر بالعموم تبرّا کرنے والے جہنم میں جانے والے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و پیغام

اولین پاسبانِ ختم نبوت

قارئین کرام! اس مضمون میں تاجدارِ صداقت، کشتۂ عشق رسالت، سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و پیغام فریقین کی مستند کتابوں سے بیان کیا گیا ہے۔ مولا ہر انسان کو ہدایت کی روشنی عطا فرمائے۔ (آمین)

مقامِ صدیق اوروں کی نظر میں

(۱) سب سے پہلے مسلمان ہوئے

قرآنِ پاک کی آیت "وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ" (پارہ ۱۱، سورۂ توبہ، آیت ۱۰۰) کی تفسیر میں مشہور رافضی عالم طبرسی لکھتا ہے "سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ ایمان لائیں اور ابوبکر صدیق ایمان لائے" (مجمع البیان)

شرح ابن ابی الحدیث میں بھی ہے کہ ''حضرت علی نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا لیکن ابوبکر صدیق نے سب سے پہلے اسلام ظاہر کیا۔(جلد ۴، صفحہ ۲۱۳)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کے اظہار کے بعد بہت محنت ومشقت کے ساتھ اسلام کی تبلیغ بھی فرمائی اور ہر قدم پر پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ راست ثابت ہوئے۔

مشہور شیعہ تاریخ میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکر مسلمان ہوئے تو دوسرے روز ہی ابوعبیدہ بن جرح، ابوسلمہ مخزومی، عثمان بن عفان، عثمان بن مظعون اور ارقم کو مومن وموحد اور مسلمان کرانے کے لئے حضور سیّد ثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لائے۔(ناسخ التواریخ، جلد ۲، ص ۵۶۳)

حملہ حیدری، ص ۱۴ پر لکھا ہے کہ

ابوبکر صدیق و فاروقِ دین

شدہ جاں فدائے رسول امین

یعنی ابوبکر صدیق وعمر فاروق رسولِ امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جان فدا کرتے تھے۔

(۲) مقامِ صداقت پر فائز ھیں

قرآنِ پاک کی آیت ''وَالَّذِیۡ جَآءَ بِالصِّدۡقِ ''(پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۳) کی تفسیر میں طبرسی نے لکھا ہے ''جَآءَ بِالصِّدۡقِ '' سے مراد رسول اللہ کی ذات ہے اور ''وَصَدَّقَ بِہٖ'' سے مراد ابوبکر ہیں۔(مجمع البیان، جلد ۴، ص ۴۹۸)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''چوں صدیق مسلمان شد''

جب صدیق مسلمان ہوئے۔(روضۃ الصفا، جلد ۳، ص ۷ ۳)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے احد سے فرمایا ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی، صدیق (ابوبکر) اور دو شہید کھڑے ہیں۔(احتجاج طبرسی)

دورانِ ہجرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا ''انت صدیق'' تم صدیق ہو۔(تفسیر قمی، ص ۱۰۷)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنابِ ابوبکر صدیق میرے نانا جان ہیں، اللہ تعالیٰ مجھے کوئی عزت نہ دے اگر میں صدیق کی عزت و تعظیم کو تسلیم نہ کروں۔(احقاق الحق، ص ۷)

نیز فرمایا ''ولدنی الصدیق مرتین'' مجھے صدیق نے دو مرتبہ جنا۔(احقاق الحق، ص ۷)

اس قول کی تشریح یہ ہے کہ حضرت امام کی والدہ ام فردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سلسلہ باپ اور ماں کی طرف سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔(صافی شرح اُصولِ کافی)

(۳) سب سے بڑے متقی ہیں

قرآن پاک کی آیت ''وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى o ''(پارہ ۳۰، سورۃ اللیل، آیت ۱۷) کی تفسیر میں طبرسی نے لکھا کہ ابن زبیر کی روایت ہے کہ یہ آیت ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی کہ انہوں نے اپنے مال سے حضرت بلال اور عامر بن فہیرہ کو خرید کر آزاد فرمایا۔(تفسیر مجمع البیان)

اس آیت میں لفظ ''اَتْقَى'' سے مراد حضرتِ صدیق ہیں جس کا مطلب

سب سے بڑا متقی ہے۔

(۴) محسنِ اسلام ہیں

مشہور شیعہ تاریخ میں یہ حدیثِ پاک مرقوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر نے صحبت و مال میں سب سے زیادہ احسان کیا۔ (ناسخ التواریخ)

ابوبکر بن ابی قحافہ قریش کے بزرگ تھے جنہوں نے اپنا مال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خرچ کیا اور آپ کے لئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ دی۔ (سیر الائمہ، جلد ۲، ص ۱۲)

(۵) رفیق ہجرت ہیں

ہجرت کی رات حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو خدا تعالیٰ کے حکم سے اپنا رفیق بنایا جیسا کہ رافضی عالم نے لکھا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ابوبکر کو اپنے ہمراہ لے جائیں۔ (حیات القلوب، جلد ۲، ص ۳۱)

ڈاکٹر نور حسین شیعی نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے، کسی سوراخ سے سانپ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کو ڈسا مگر وہ یارِ غار اُف تک زبان پر نہ لائے۔ (ثبوت نبوت، ص ۳۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم راضی ہو کہ میرے سفر ہجرت کے ساتھی بنو، حضرت ابوبکر نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میرے نزدیک آپ کی محبت کی خاطر سخت مصیبتوں میں قیامت تک پھنسا رہنا آپ کو چھوڑ کر دنیا کی حکومت حاصل کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ میرے جان و مال اور اہل و عیال آپ پر قربان ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا "لا جرم ان اطلع اللہ علی قلبك ووجد

مافیہ موافقالھم لما جری علی لسانك جعلك منی بمنزلۃ السمع والبصر والرأس من الجسد وبمنزلۃ الروح من البدن"

بیشک اللہ تعالیٰ نے تیرے دل کو دیکھا تو وہی پایا جو تیری زبان پر جاری تھا اور اللہ تعالیٰ نے تجھے میری سماعت وبصارت بنا دیا ہے، تجھے میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو سر کو جسم اور روح کو بدن کے ساتھ ہوتی ہے۔ (تفسیر امام حسن عسکری)

(۲) فضل والے ہیں

قرآنِ پاک کی آیت "اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ" (پارہ ۱۸، سورۂ النور، آیت ۲۲) کی تفسیر میں طبرسی نے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر اور حضرت مسطح کے بارے میں نازل ہوئی۔ "واقعہ افک" میں حضرت ابوبکر نے حضرت مسطح کا وظیفہ بند کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فضل والے لوگ اپنے رشتہ داروں سے ہاتھ نہ کھینچیں۔ (مجمع البیان، جلد ۴، ص ۱۳۲) (یہ واقعہ پیچھے تفصیل سے بیان ہو چکا ہے)

نور اللہ شہتری نے یہ حدیث پاک لکھی ہے کہ "ما سبقکم ابوبکر بصوم ولا صلوٰۃ ولکن لشئی قدنبہ صدرہ" یعنی ابوبکر صوم وصلوٰۃ کی وجہ سے آگے نہیں بڑھے، اصل میں ان کے سینے میں اور شئے ہے۔ (یعنی عظیم محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بے بہا اخلاص موجود ہے جس کی بدولت وہ افضل ہیں) (مجالس المؤمنین ص ۸۹)

امام تقی نے لکھا ہے کہ میں عمر فاروق کے فضائل کا انکار نہیں کرتا مگر ابوبکر صدیق ان سے بھی افضل ہیں۔ (احتجاج طبرسی، ص ۲۵)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم ابوبکر کو سب سے زیادہ خلافت کا حقدار جانتے ہیں کیونکہ وہ صاحبِ غار ہیں، ہم

ان کے خصائل کو جانتے ہیں بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی حیاتِ ظاہری میں امامت کا حکم دیا۔ (شرح نہج البلاغہ، جلد ۲، ص ۷۵)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''**فجمعهم على خيرهم بعد نبيهم** ''لوگ اپنے نبی کے بعد سب سے بہتر آدمی پر جمع ہو گئے۔ (تلخیص الشافی، جلد ۲، ص ۳۷۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ (احتجاج طبرسی، ص ۶۰)

یادرہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچوں نمازیں مسجد میں ادا فرماتے تھے، جہاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت فرماتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور وہ دو یوم تک نماز پڑھاتے رہے۔ (درنجفیہ، ص ۲۲۵)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ سے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ ہوں گے پھر تیرے باپ عمر فاروق خلیفہ ہوں گے، یہ خبر مجھے میرے ربِ علیم وخبیر نے عطا فرمائی۔ (تفسیر صافی وقمی)

حضرت علی نے حضرت ابوبکر کی بیعت کی۔ (احتجاج طبرسی، ص ۵۳)

امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی نے حضرت ابوبکر کی بیعت فرمائی۔ (فروعِ کافی، کتاب الروضہ، ص ۱۳۶)

حضرت علی نے حضرت سلمان فارسی کو بھی حضرت صدیق کی بیعت کا حکم دیا اور انہوں نے بھی بیعت کر لی۔ (حیات القلوب)

جسٹس امیر علی لکھتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتخاب کو حضرت علی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاندان نے تسلیم کرلیا۔ (تاریخ اسلام، ص ۴۲)

امامتِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نیابتِ مطلقہ کو امامتِ کبریٰ اور اس منصبِ عظیم پر فائز ہونے والے کو امام کہتے ہیں۔

امام المسلمین، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام امورِ دینی ودینوی میں شریعت کے مطابق ہر قسم کے تصرف کا اختیار رکھتا ہے اور گناہ کے علاوہ اس کی اطاعت تمام جہاں کے مسلمانوں پر فرض ہوتی ہے۔

امام المسلمین کے منصب پر فائز ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ آزاد، بالغ ، عقلمند اختیار رکھنے والا اور قبیلہ قریش سے تعلق رکھتا ہو۔

قبیلہ بنو ہاشم سے ہونا، حضرت علی کی اولاد سے ہو مگر فاطمہ کے بطن سے نہ ہونا اور تمام قسم کے گناہوں سے پاک (معصوم) ہونا شرط میں شامل نہیں۔

رافضی کا کہنا ہے کہ امام ہاشمی خاندان سے اور علوی یعنی حضرت علی کی اس اولاد میں سے ہو جو حضرت فاطمہ کے بجائے اور کسی اور بیوی سے ہوئی ہو۔ یہ شرائط شیعہ اس لئے لگاتے ہیں تاکہ حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان ان شرائط پر پورے نہ اتریں جیسا کہ وہ پورے نہیں اترتے اور اس طرح انہیں رسول کا خلیفہ ماننے سے انکار کردیا جائے۔ اس شرط کے مطابق تو خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی معاذ اللہ خلیفہ نہ ہوسکیں گے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علوی نہیں ہیں۔ تمام

صحابہ کرام کے نزدیک حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کی خلافت بالکل برحق اور صحیح ہے حتیٰ کہ حضرت علی اور حضرت امام حسین نے بھی ان تینوں صحابہ کی خلافتوں کو تسلیم کیا ہے۔ رہی معصوم ہونے کی شرط تو معصوم صرف اور صرف فرشتے اور انبیاء ہیں ان کے علاوہ کوئی شخص معصوم نہیں لیکن رافضی امام کے لئے معصوم ہونے کی شرط لگاتے ہیں۔ جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ برحق امرائے مومنین، خلفائے ثلثہ، ابوبکر صدیق وعمر فاروق وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جدا کردیں۔ حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے۔

رہی عصمت تو یہ انبیاء و ملائکہ کا خاصہ ہے، امام کا معصوم ہونا روافض کا مذہب ہے۔ (بہارِ شریعت)

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تختِ خلافت پر جلوہ فرمانا فرامین و احکام جاری کرنا، ممالکِ اسلامیہ کا نظم ونسق (انتظام چلانا) سنبھالنا اور تمام امورِ مملکت ورزم وبزم (جنگ وامن اور حکومت کے تمام معاملات) کی باگیں اپنے دستِ حق پرست میں لینا، وہ تاریخی واقعہ، مشہور ومتواتر اظہر من الشمس (مشہور اور سورج سے بھی زیادہ روشن) ہے۔

جس سے دنیا میں موافق مخالف حتیٰ کہ نصاریٰ و یہود ومجوس و ہنود کسی کو انکار نہیں اور اس محبانِ خدا ونوابانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابداً ابداً سے "شیعانِ علی" کو زیادہ عداوت کا منبع (اصل) یہی ہے کہ ان کے زعمِ باطل (جھوٹا بھرم) میں استحقاق (حق) خلافت حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم میں منحصر تھا۔

جب بحکمِ الٰہی خلافتِ راشدہ اول ان تین سردارانِ مومنین کو پہنچی، روافض

نے انہیں معاذ اللہ، مولیٰ علی کا حق چھیننے والا اور ان کی خلافت وامامت کو غاصبہ (حق چھین کر حاصل کی گئی) ٹھہرایا۔

اتنا ہی نہیں بلکہ تقیہ شقیہ (مفاد کے حصول کے لئے جھوٹ بولنا، حقیقت چھپانا، مکر کرنا) کی تہمت کی بدولت حضرت اسد اللہ الغالب کو عیاذاً باللہ سخت نامرد و بزدل وتارکِ حق ومطیع باطل ٹھہرادیا۔

دوستی بے خرداں دشمنی ست

الغرض آپ کی امامت وخلافت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے۔

یہی نہیں بلکہ مفاد پرستی کے لئے رافضیوں نے جھوٹ بولتے ہوئے حقیقت کو چھپایا اور حضرت علی کو معاذ اللہ بزدلی سے حق کو نہ چھیننے والا اور جھوٹ اور باطل کے اطاعت کرنے والا ٹھہرایا۔ تینوں اصحاب کی خلافت کو تمام صحابہ کرام نے ایک ساتھ مل کر جائز قرار دیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے یہ ممکن نہیں کہ وہ غلط بات کو جائز قرار دیں اور باطل پر اجماعِ امت خصوصاً حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا کسی باطل وناحق بات پر متفق ہونا ممکن ہی نہیں۔

اب اگر یہ مان لیں کہ تمام صحابہ کرام نے جھوٹ کا ساتھ دیا تو پھر وہ تمام صحابہ معاذ اللہ فاسق ہوگئے اور اگر انہیں فاسق کہا تو پھر وہ حضور تک پہنچنے کے لئے کوئی اور رستہ ڈھونڈے کیونکہ یہی صحابہ قرآن کو حفظ کر کے جمع کرنے والے اور احادیث کو یاد کرنے والے ہیں جو کچھ ہم تک پہنچا ہے انہیں صحابہ کے ذریعے پہنچا ہے تو گویا سب کا سب باطل ہے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) (ملخصاً دس عقیدے، صفحہ ۷۳ تا ۷۶)

روافض کے احکام

یہ رافضی ان مرحومہ سیّدہ سنیہ (شیعہ اپنی محبتِ علی اور اہلِ بیت کے باوجود خلفائے راشدین سے دشمنی کی بنیاد پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہمدردی اور حمیت کے مستحق نہیں ہوں گے) کے ترکہ سے کچھ نہیں پاسکتے اصلاً کسی قسم کا استحقاق نہیں رکھتے اگرچہ بنی عم (چچا کی اولاد) نہیں خاص حقیقی بھائی بلکہ اس سے بھی قریب رشتے کے کہلاتے اگرچہ وہ عصوبت کے منکر نہ بھی ہوتے کہ ان کی محرومی دینی اختلاف کے باعث ہے۔

ان کا حضرت فاطمہ پر کوئی حق نہیں اگر وہ سگے بھائی بھی ہوتے تب بھی محروم ہی رہتے کیونکہ انہوں نے دین میں اختلاف پیدا کیا ہے اس لئے محروم رہے۔

سراجیہ میں ہے کہ "موانع الارث اربعة (الی قوله) واختلاف الدینین" وراثت کے موانع چار ہیں، دین کا اختلاف، تک بیان کیا۔

تحقیق ومقام وتفصیل مرام (اس بات کا یقین اور تفصیل مطلب) یہ ہے کہ رافضی تبرائی جو حضراتِ شیخین صدیق اکبر وفاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان میں سے ایک کی شان پاک میں گستاخی کرے اگرچہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام وخلیفہ برحق نہ مانے۔ کتب معتمدہ فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ ائمہ ترجیح وفتویٰ کی تصحیحات پر مطلقاً کافر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر یہ شیعہ رافضی تینوں خلیفہ کی شان میں صرف اتنی گستاخی کرے کہ انہیں برحق خلیفہ نہ مانے تو صرف اتنا کرنے پر بھی وہ کافر ہو جائیں گے اور اس بات پر تمام حنفی علمائے کرام اور فقہاء کی ایک ہی رائے ہے۔

درمختار مطبوعہ مطبع ہاشمی ص ۶۴ میں ہے کہ

ان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بہا کقولہ ان اللہ تعالیٰ جسم کالاجسام و انکارہ صحبۃ الصدیق

اگر ضروریاتِ دین سے کسی چیز کا منکر ہے تو کافر ہے مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ اجسام کے مانند جسم ہے یا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہونا۔

طحطاوی حاشیہ در مطبوعہ مصر جلد اول، ص ۲۴۴ میں ہے کہ ''وکذا خلافتہ'' اور ایسے ہی آپ کی خلافت کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ فتاویٰ خلاصہ قلمی، کتاب الصلوٰۃ، فصل ۱۵ اور خزانۃ المفتین قلمی کتاب الصلوٰۃ فصل فی من یصح الاقتداء بہ ومن لا یصح میں ہے کہ

''الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع ولو انکر خلافۃ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فھو کافر''

رافضی اگر مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل جانے تو بدعتی گمراہ ہے اور اگر خلافتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو تو کافر ہے۔

فتح القدیر شرح ہدایہ مطبع مصر جلد اول، ص ۲۴۸ اور حاشیہ تبیین العلامہ احمد الشلبی، مطبوعہ مصر جلد اول، ص ۱۳۵ میں ہے کہ

فی الروافض من فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فھو کافر۔

رافضیوں میں جو شخص مولا علی کو خلفاء ثلثہ (تینوں خلفاء) رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل کہے گمراہ ہے اور اگر صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کا انکار کرے تو کافر ہے۔

وجیز امام کردری مطبوعہ مصر، جلد ۳، ص ۳۱۸ میں ہے کہ

من انکر خلافة ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه فهو کافر فی الصحیح ومن انکر خلافة عمر رضی الله تعالیٰ عنه فهو کافر فی الاصح۔

خلافتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے، یہی صحیح ہے اور خلافتِ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے، یہی صحیح تر ہے۔

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، مطبوعہ مصر، جلد اوّل، ص ۱۳۴ میں ہے کہ

قال المرغینانی تجوز الصلاة خلف صاحب هوی وبدعة ولا تجوز خلف الرافضی والجهمی والقدری والمشبه ومن یقول بخلق القرآن، حاصله إن کان هوی لا یکفر به صاحبه یجوز مع الکراهة، وإلا فلا۔

امام مرغینانی نے فرمایا بدمذہب بدعتی کے پیچھے نماز ادا ہوجائے گی اور رافضی، جہمی، قدری تشبی (فرقہ جبریہ، قدریہ اور مشبہ کے ماننے والے جس کی تفصیل اگلے صفحات میں آئے گی) کے پیچھے ہوگی ہی نہیں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر اس بدمذہبی کے باعث وہ کافر نہ ہو تو نماز اس کے پیچھے کراہت کے ساتھ ہوجائے گی ورنہ نہیں۔

فتاویٰ عالمگیریہ، مطبوعہ مصر، جلد اوّل، ص ۸۴ میں اس عبارت کے بعد ہے کہ

هکذا فی التبیین والخلاصة وهو الصحیح هکذا فی البدائع۔

ایسا ہی تبیین الحقائق وخلاصہ میں ہے اور یہی صحیح ہے، ایسا ہی بدائع میں ہے۔

اسی کی جلد ۳، ص ۲۶۴ اور بزازیہ، جلد ۳، ص ۳۱۹ اور الاشباہ قلمی فن ثانی،

کتاب السیر اور اتحاف الابصار والبصائر مطبع مصر، ص ۱۸۷ اور فتاوی انقرویہ مطبوعہ مصر، جلد اوّل، ص ۲۵ اور واقعات المفتین مطبع مصر، ص ۱۳، سب میں فتاوی خلاصہ سے ہے

الرافضی ان کان یسبّ الشیخین ویلعنھما (والعیاذ باللّٰه تعالیٰ) فھو کافر و ان کان یفضل علیا کرم اللّٰه تعالیٰ وجھه علیھما فھو مبتدع۔

رافضی تبرائی جو حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ بُرا کہے کافر ہے اور اگر مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے تو کافر نہ ہوگا مگر گمراہ ہے۔

اسی کے صفحہ مذکورہ اور برجندی شرح نقایہ مطبوعہ لکھنؤ، جلد ۴، ص ۲۱ اور فتاویٰ ظہیریہ سے ہے کہ

من انکر امامة ابی بکر الصدیق رضی اللّٰه تعالیٰ عنه فھو کافر و علی قول بعضھم ھو مبتدع ولیس بکافر والصحیح انه کافر و کذلك من انکر خلافة عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه فی اصح الاقوال۔

امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے اور بعض نے کہا بدمذہب ہے کافر نہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔ اسی طرح خلافتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی صحیح قول میں کافر ہے۔

وہیں فتاویٰ بزازیہ سے ہے کہ

ویجب اکفارھم باکفار عثمان وعلی وطلحة وزبیر وعائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنھم

رافضیوں اور ناصبیوں اور خارجیوں کو کافر کہنا واجب ہے۔ اس سبب سے کہ وہ امیر المومنین عثمان و مولیٰ علی وحضرت طلحہ وحضرت زبیر وحضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر کہتے ہیں۔

بحر الرائق، مطبوعہ مصر، جلد ۵، ص ۱۳۱ میں ہے کہ

وبإنكاره صحبة أبي بكر رضى الله عنه بخلاف غيره وبإنكاره إمامة أبي بكر رضى الله عنه على الأصح كإنكاره خلافة عمر رضى الله عنه على الأصح۔

جو شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہو کافر ہے۔ یونہی جوان کے امام برحق ہونے کا انکار کرے مذہب اصح میں کافر ہے، یونہی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار قولِ اصح پر کفر ہے۔

غنیّہ شرح منیہ مطبوعہ قسطنطنیہ، ص ۵۱۴ میں ہے کہ

والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئا على خلاف ما يعتقده أهل السنة والجماعة وإنما يجوز الاقتداء به مع الكراهة إذا لم يكن ما يعتقده يؤدى إلى الكفر عند أهل السنة أما لو كان مؤديا إلى الكفر فلا يجوز أصلا كالغلاة من الروافض الذين يدعون الألوهية لعلى أو أن النبوة له فغلط جبريل ونحو ذلك مما هو كفر و كذا من يقذف الصديقة أو ينكر صحبة الصديق أو خلافته أو يسب الشيخين۔

بدمذہب سے وہ مراد ہے جو کسی بات میں اہلسنّت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو اوراس کی اقتداء کراہت کے ساتھ اس حال میں جائز ہے جب اس کا عقیدہ اہلسنّت کے نزدیک کفر تک نہ پہنچتا ہو اگر کفر تک پہنچا تو اصلاً جائز نہیں جیسے ''غالی رافضی'' کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خدا کہتے ہیں یا یہ کہ نبوت ان کے لئے تھی جبرئیل نے

غلطی کی اور اسی قسم کی اور باتیں کہ کافر ہیں اور یوں ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معاذ اللہ تہمت ملعونہ کی طرف نسبت کرے یا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت یا خلافت کا انکار کرے یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہے۔

کفایہ شرح ہدایہ مطبع بمبئی جلد اوّل اور مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق، مطبع احمدی، ص ۳۲ میں ہے کہ

ان کان ھواہ یکفر اھله کالجهمی والقدری الذی قال بخلق القرآن والرافضی الغالی الذی ینکر خلافة ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه لا تجوز الصلاۃ خلفه۔

بدمذہبی اگر کافر کردے جیسے جہمی اور قدری کہ قرآن کو مخلوق کہے اور رافضی غالی کہ خلافتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

شرح کنز للملا مسکین، مطبع مصر، جلد اوّل، ص ۲۰۸ ہامش فتح المعین میں ہے کہ

فی الخلاصة یصح الاقتداء بأهل الاهواء الا الجهمیة والجبریة والقدریة والرافضی الغالی ومن یقول بخلق القران والمشبه وجملة ان من کان من اهل قبلتنا ولم یغل فی هواه حتی لم یحکم بکونه کافرا تجوز الصلوٰۃ خلفه و تکره واراد بالرافضی الغالی الذی ینکر خلافة ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه۔

خلاصہ میں ہے بدمذہبوں کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے مگر جہمیہ (ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اور ان چیزوں کو اللہ کی طرف سے آئیں صرف جاننے اور ماننے کا نام ایمان ہے اور قرآن مخلوق ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام نہیں کیا وغیرہما) و جبریہ (وہ فرقہ جو انسان کو مجبور مانتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ تقدیر الٰہی کے تحت ہوتا ہے انسان

بذات خود کچھ نہیں کرسکتا) وقدریہ (وہ فرقہ جو یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد نیکی وبدی کا اختیار کلیۃً دے دیا ہے) ورافضی غالی (یہ فرقہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت علی خدا اور نبی ہیں اور خلافت ابوبکر کا منکر ہے) وقائل خلق قرآن (اس بات کا ماننا کہ قرآن مخلوق ہے) ومشبہ (اس بات کا ماننا کہ خدا مخلوق کے مشابہ ہے) کے اور حاصل یہ کہ اہل قبلہ سے جو اپنی بدمذہبی میں غالی نہ ہو یہاں تک کہ اسے کافر نہ کہا جائے اس کے پیچھے نماز بکراہت جائز ہے اور رافضی غالی سے وہ مراد ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا منکر ہو۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح، مطبع مصر، ص ۱۹۸ میں ہے کہ

إن أنكر خلافة الصديق كفر كمن أنكر الإسراء لا المعراج وألحق في الفتح عمر بالصديق في هذا الحكم وألحق في البرهان عثمان بهما أيضا ولا تجوز الصلاة خلف منكر المسح على الخفين أو صحبة الصديق أو من يسب الشيخين أو يقذف الصديقة ولا خلف من أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة لكفره ولا يلتفت إلى تأوله واجتهاده۔

یعنی خلافتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے اور فتح القدیر میں فرمایا کہ خلافتِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے اور برہان شرح مواہب الرحمن میں فرمایا خلافتِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے اور نماز اس کے پیچھے جائز ہی نہیں جو مسح موزہ (موزے پر مسح کرنا) یا صحابیت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہے یا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت رکھے اور نہ اس کے

پیچھے جو ضروریاتِ دین سے کسی شئ کا منکر ہو کہ وہ کافر ہے اور اس کی تاویل کی طرف التفات (رجوع کرنا یا توجہ) نہ ہوگا نہ اس جانب کہ اس نے رائے کی غلطی سے ایسا کہا۔

نظم الفرائد منظومہ علامہ ابن وہبان، مطبوعہ مصر ہامش مجیبیہ، ص ۴۰ اور نسخہ قدیمہ قلمیہ مع الشرح فصل من کتاب السیر میں ہے کہ

ومن لعن الشیخین اوسب کافر
ومن قال فی الایدی الجوارح اکفر
وصحح تکفیر منکر خلافۃ ال
عتیق وفی الفاروق ذلك اظهر

جو شخص حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرّا بکے یا بُرا کہے، کافر ہے اور جو کہے ''ید اللہ'' سے ہاتھ مراد ہے وہ اس سے بڑھ کر کافر ہے اور خلافتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انکار میں قول اصح تکفیر ہے اور یہی در بارۂ انکارِ خلافت خلافت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اظہر ہے۔ حضرت ابوبکر کے پہلے اور جائز اور خلیفہ ہونے سے انکار کرنا کفر ہے اور حضرت عمر کی خلافت کا انکار بھی اسی طرح بالکل صاف اور ظاہر کفر ہے اور جو تین خلفاء کو گالی دے بُرا بھلا کہے وہ کافر ہے۔

تیسیر المقاصد شرح وہبانیہ العلامہ الشرنبلالی قلمی، کتاب السیر میں ہے کہ

الرافضی اذاسب ابابکر وعمر رضی الله تعالیٰ عنهما ولعنهما یکون کافرا وان فضل علیهما علیا لا یکفر وهو مبتدع

رافضی اگر شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہے یا ان پر تبرّا بکے کافر ہو جائے اور اگر

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان سے افضل کہے کافر نہیں گمراہ بدمذہب ہے۔(ملخصاً ردالرفضہ، ۲ تا ۱۰)

نوٹ: تفصیل کے لئے ردالرفضہ کا مطالعہ کریں۔ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہنے کی مذمت اور وعیدیں ملاحظہ فرمائیں۔

صحابہ کے دوست اور دشمن

حضرات! صحابہ کرام کی محبت کا ذکر آگیا ہے تو ایک حدیث بھی سن لیجئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

اللہ اللہ فی أصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی

یعنی اے لوگو! میرے اصحاب کے بارے میں خدا سے ڈرو، خدا کا خوف کرو، انہیں میرے بعد نشانہ مت بناؤ۔

کیوں؟ اس لئے کہ

فمن أحبھم فبحبی أحبھم ومن أبغضھم فببغضی أبغضھم ومن آذاھم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ فیوشك أن یأخذہ۔

ترجمہ: جس نے ان لوگوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان لوگوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کا ایذا دی تو عنقریب خداوند قہار اس کو اپنے قہر وغضب میں گرفتار فرمائے گا۔(سنن

الترمذی)

توبہ نعوذ باللہ اس گرفتاری اور پکڑ سے اللہ کی پناہ۔

لٰہذا اے اپنے سینوں میں ایمان کی دولت رکھنے والو! اگر تمہیں دولت ایمان عزیز ہے تو خبردار خبردار کبھی بھی ہرگز ہرگز صحابہ کرام کی شان میں ایک ذرہ کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی بے ادبی کا خیال دل میں نہ آنے پائے ورنہ یاد رکھو کہ تمہارے ایمان کی دولت غارت اور تمہارے تمام اعمال صالحہ کا ذخیرہ برباد وا کارت ہوجائے گا اور جو دشمنِ ایمان اِن مقدّس بزرگوں کی شان میں بے ادبی کے ساتھ زبان کھولے یقین رکھو کہ بلاشبہ وہ اللہ ورسول کا باغی اسلام کا دشمن ہے اور اس بے ایمان کی صحبت ایک مسلمان کے دین وایمان کے لئے زہریلے سانپ سے زیادہ خطرناک اور سم قاتل وزہر ہلاہل سے بڑھ کر مہلک ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان بدنصیبوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ

إذا رأيتم الذين يسبون أصحابي فقولوا: لعنة الله على شركم۔

(ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ، ص ۵۵۴)

یعنی جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کی بدگوئی کرتے ہیں تو تم کہہ دو کہ تمہارے شر پر خدا کی لعنت۔

بہر کیف! میں یہ عرض کررہا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت خیر الامم یعنی تمام امتوں میں افضل واعلیٰ ہے اور اس امت میں سب سے زیادہ افضل واعلیٰ اور بہتر وبالا مرتبہ صحابہ کرام کا ہے لٰہذا ثابت ہوا کہ انبیاء ومرسلین کے بعد تمام مومنین اولین وآخرین میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ''افضل المومنین'' اور مقبول بارگاہ رب

العالمین ہیں اور کوئی ولی اور غوث وقطب بلکہ قطب الاقطاب خواہ کتنے ہی بلند سے بلند مرتبہ پر کیوں نہ پہنچ جائے مگر ہرگز وہ کبھی کسی صحابی کا ہمسر نہیں ہوسکتا۔

حضرات! فضائلِ صحابہ کا یہی وہ مقدس مضمون ہے جس کو خداوند جل وعلا نے ارشاد فرمایا کہ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــٴَـهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۠ (پارہ ۲۶، سورۂ الفتح، آیت ۲۹)

ترجمہ کنز الایمان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل ورضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔ یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں، بخشش اور بڑے ثواب کا۔

اور برادرانِ ملت! جس طرح یہ ہمارا ایمان ہے کہ صحابہ کرام تمام مومنین میں سب سے زیادہ افضل و اعلیٰ ہیں، اسی طرح یہ بھی عقیدہ ہے کہ اصحابِ کبار میں

حضرات خلفاء راشدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی ، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مرتبہ تمام صحابہ سے زیادہ بلند و بالا اور عظمت والا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

قرآں میں حق نے خطبہ پڑھا چار یار کا
کتنا بلند رتبہ ہوا چار یار کا
سردارِ انبیاء کے یہ مسند نشین ہوئے
ڈنکا بجے جہاں میں نہ کیوں چار یار کا

بارگاہِ نبوت کے ان وفاداروں اور جاں نثاروں یعنی پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار یاروں کے بارے میں اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے بھی دو شعر ملاحظہ فرمایئے

جان و دل تیرے قدم پر وارے
کیا نصیبے ہیں تیرے یاروں کے
صدق و عدل و کرم و ہمت میں
چار سو شہرے ہیں ان چاروں کے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہنے کی مذمت

شیخین کا گستاخ ذلت آمیز موت کا شکار ہوا

رضوان السمان کہتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی تھا جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیتا تھا، کہا کہ ہمارے درمیان اس سلسلہ میں کئی بار

گفتگو بھی ہوئی۔ایک دن میرے سامنے اس نے پھر ان کی شان میں بکواس کی جس پر ہمارے درمیان تکرار ہونے لگی اور بات ہاتھا پائی تک جا پہنچی۔ میں آزردہ و مغموم اپنے گھر آیا، اپنے آپ کو ملامت کررہا تھا، رات کا کھانا کھائے بغیر ہی سو گیا۔خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا، میں نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) فلاں شخص جو میرے گھر کا بھی اور بازار کا بھی پڑوسی ہے، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بُرا کہتا ہے۔سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے پوچھا میرے کس صحابی کو؟ میں نے عرض کی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو۔حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا یہ چھری لو اور اسے ذبح کردو۔کہا کہ میں نے چھری ہاتھ میں لی، اس کو زمین پر لٹایا اور ذبح کردیا۔میں نے دیکھا اس کے خون سے میرے ہاتھ لت پت ہیں، میں نے چھری پھینکی اور زمین پر مل کر ہاتھ صاف کرنے لگا۔

پھر میں بیدار ہو گیا تو میں نے اس کے گھر کی طرف سے اس کی آواز سنی، میں نے کہا دیکھو کس کی چیخ و پکار ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ فلاں شخص اچانک مر گیا ہے صبح اُٹھ کر جو میں نے دیکھا تو مقامِ ذبح پر نشان موجود تھا۔(یعنی جہاں اس نے خواب میں چھرا چلایا تھا اس کی گردن پر اسی جگہ پر ذبح کرنے کا نشان موجود تھا)

شیخین کا دشمن نگاہِ علی میں مردود

شیخ دمشقی کئی سال سے حجاز میں سکونت پذیر ہیں، ان کا بیان ہے کہ ایک سال قحط پڑا، میں آٹا خریدنے کے لئے بازار گیا، آٹا بیچنے والے نے مجھ سے رقم لے لی اور کہا شیخین (ابوبکر صدیق، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم) پر لعنت بھیجو گے تو آٹا تمہیں بیچوں گا۔میں نے اس سے انکار کردیا تو اس نے مجھے ہنستے ہوئے بار بار یہی پیشکش کی

، مجھے اس بات کا بہت صدمہ ہوا۔ میں نے کہا جوان دو کو لعنت کرے، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجے۔ اس پر ان نے میری آنکھ پر تھپڑ رسید کیا۔ میں مسجد کی طرف لوٹ آیا، آنسو میری آنکھوں سے رواں تھے اس نے کہا کہ "میافارقین" شہر کا رہنے والا میرا ایک دوست جو عابد و زاہد تھا ہم دونوں مدینہ منورہ میں کئی سال ایک ساتھ رہ چکے تھے، اس نے مجھے دیکھا تو پوچھا یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ میں نے اس سے سارا ماجرا کہہ سنایا، وہ مجھے لے کر روضۂ اقدس پر جا پہنچا، عرض کیا "السلام علیک یارسول اللہ" سرکار ہم دو مظلوم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں، ہمارا بدلہ لیں۔ میرے ساتھی نے بہت آہ و زاری کی، پھر ہم واپس آ گئے۔

میں رات کو سو گیا، صبح اُٹھا تو آنکھ بالکل تندرست تھی، نظر پہلے سے بھی تیز تر، زخم کا نام و نشان نہ تھا، تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ ایک نقاب پوش مسجد کے دروازے سے اندر آیا وہ میرے بارے میں پوچھ رہا تھا، اسے میرے متعلق بتایا گیا۔ اس نے آ کر مجھے سلام کیا اور کہنے لگا میں تجھے خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے حرم سے باہر نہ نکالو، میں ہی وہ شخص ہوں جس نے تجھے تھپڑ رسید کیا تھا میں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا، تجھے یاد ہے نا جو تو نے میرے ساتھ کیا تھا۔ وہ کہنے لگا میں (اس حرکت کے بعد) سو گیا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی طرف آتے دیکھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا "السلام علیکم" اس پر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہ اللہ تعالیٰ تم پر سلامتی نازل فرمائے نہ تم سے راضی ہو۔ کہا میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ شیخین (صدیق و فاروق) کو لعنت کرو؟ یہ فرما کر حضرت علی نے اپنی انگلیاں ڈال کر میری آنکھیں پھوڑ

دیں۔اس پر میں بیدار ہوگیا۔میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں اور تجھ سے اپنے جرم کی معافی کا خواستگار ہوں۔میں نے جب اس کی بات سنی تو کہہ دیا جاؤ میری طرف سے حرم میں رہ سکتے ہو۔

صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دشمن کا سر قلم

علماء اور حفاظ کی ایک جماعت نے یہ واقعہ بیان کیا ہے، الفاظ میں قدرے اختلاف ہے مگر معنی سب کا ایک ہے کہ ایک شخص نے حج کا ارادہ کیا، وہاں کے رافضی امیر نے اس کو بلوایا۔امیر نے پوچھا تم حج پر جارہے ہو؟ کہا جی ہاں ! کہا کہ جب دورانِ حج مدینہ منورہ جاؤ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں میرا اسلام کہہ دینا اور یہ بھی کہنا کہ اگر حضور کے دو ساتھی (صدیق وفاروق) نہ ہوتے تو میں ضرور زیارت کے لئے حاضر ہوتا۔

وہ شخص کہتا ہے میں حج سے فارغ ہوا تو مدینہ طیبہ حاضر ہوا لیکن روضۂ اقدس پر میں نے جلالتِ نبوی کے پیش نظر وہ پیغام نہ پہنچایا۔رات کو جب سویا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا۔سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا ارے تم نے فلاں امیر کا پیغام کیوں نہ پہنچایا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ! آپ کے جلال کے پیش نظر میں آپ کے ساتھیوں کے بارے میں کچھ نہ کہہ سکا۔اس پر سرکار رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سر اقدس اُٹھاتے ہوئے پاس کھڑے ایک شخص سے فرمایا یہ استرا لو اور اس (رافضی امیر) کو ذبح کردو۔

جب میں عراق پہنچا تو یہ بات سنی کہ وہ رافضی امیر اپنے بستر پر قتل ہوگیا ہے

جب میں شہر پہنچا تو اس کے بارے میں دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ اپنے بستر پر قتل کردیا گیا۔ میں نے لوگوں کے سامنے وہ خواب بیان کیا جو میں نے دیکھا تھا تو بات پھیل گئی یہاں تک کہ امیر قرواش بن المسیب تک جا پہنچی۔ اس نے مجھے بلایا اور کہا پوری پوری تفصیل بتاؤ میں نے سب کچھ بتادیا۔ امیر نے پوچھا وہ استرا پہچانتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! اس پر استروں سے بھرا ہوا ایک تھال لایا گیا، جس میں وہ استرا بھی موجود تھا۔ امیر نے کہا وہ استرا نکالو! میں نے ہاتھ ڈالا اور وہی استرا نکال کر الگ رکھ دیا جسے میں سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دستِ اقدس میں دیکھ چکا تھا اور جو خود سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس شخص کو پکڑوایا تھا۔

امیر نے کہا تم سچ کہتے ہو جب وہ شخص ذبح ہوا تھا یہ استرا میں نے خود اس کے سرہانے دیکھا تھا۔

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گستاخ کے ہاتھوں میں بیڑیاں

ابوعبداللہ بن محمد الفقیہ الحنبلی نے کہا شروع سال میں زائرینِ مکہ کی ایک جماعت تیار ہوئی، ان میں سے ایک شخص کثرت سے نمازیں پڑھتا تھا وہ مر گیا۔ ہمراہیوں کو اس کی تدفین کی فکر ہوئی۔ انہوں نے صحرا میں بالو (ریت) کا بنا ہوا ایک مکان دیکھا، سب اس کی طرف چل نکلے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بڑھیا ہے جس کے خیمے میں کدال (زمین کھودنے کا آلہ) پڑا ہے۔ انہوں نے بڑھیا سے کدال مانگا، اس نے کہا خدا کی قسم اُٹھاؤ واپس کروگے؟ انہوں نے قسمیں کھائیں۔ پھر انہوں نے کدال لیا اور اس سے قبر کھودی۔ اس شخص کو دفن کردیا مگر کدال قبر میں اس کے ساتھ

ہی بھول گئے۔اب ان کواپنا وعدہ آیا تو ضرورت کے پیش نظر انہوں نے قبر منہدم کی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کدال کی بیڑی بنی ہوئی ہے جو اس کے ہاتھ کو گردن سے باندھے ہوئے ہے۔پس لوگوں نے دوبارہ مٹی ڈالی اور بڑھیا کو سب کچھ بتادیا۔ بڑھیا کی زبان سے نکلا''لا اِلٰہ الا اللہ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا اور سرکار(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تھا کہ اس کدال کو سنبھال کر رکھنا کہ یہ بیڑی ہے ایک ایسے شخص کے لئے جو ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں بکتا ہے۔

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گستاخ کی قبر میں اژدہا

ایک معمر بزرگ نے یہ بات سنائی کہ مصریوں کی حکومت کے آخری ایام تھے۔ہم لوگ (مصر میں) حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جامع مسجد میں صبح کی نماز ادا کررہے تھے۔ میں نے جامع مسجد کے صحن سے کچھ شوروغل سنا، جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ صحن میں جمع ہوگئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص کو ذبح کردیا گیا ہے۔حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا میں نے اسے ذبح کیا ہے میں نے اسے شیخین (صدیق وفاروق) کو گالیاں بکتے سنا ہے۔اس شخص کو پکڑ کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے واقعہ پوچھا تو اس نے بتادیا کہ اسے میں نے قتل کیا ہے۔بادشاہ نے قاتل کی گرفتاری اور مقتول کی تدفین کا حکم دیا۔

لوگوں نے اس کے لئے قبر کھودی تو اندر سے اژدہا نکل آیا، پھر دوسری جگہ قبر کھودی گئی تو وہاں سے بھی اژدہا برآمد ہوا، تیسری جگہ قبر کھودی گئی تو وہاں سے بھی اژدہا نکلا، اب لوگوں نے اسی میں اس کو دفنا دیا۔(خس کم جہاں پاک،یعنی کچڑا اُٹھا دنیا صاف ہوئی)

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا گستاخ خنزیر بن گیا

مقامِ عک کے موذن نے یہ بات بتائی کہ میں اور میرا چچا مکران کی طرف جارہے تھے، ہمارے ہمراہ ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں بکتا تھا۔ ہم نے اس کو اس سے منع کیا لیکن وہ نہیں مانا۔ ہم نے کہا تو ہم سے الگ ہوجا، وہ الگ ہوگیا۔ جب ہمارے جانے کا وقت قریب آیا تو ہم نے ایک دوسرے کو سخت سست کہنا شروع کردیا کہ ہم اس کو کوفہ واپسی تک ساتھ رکھتے تو کیا اچھا ہوتا۔ اتنے میں اس کا ایک غلام ہمیں نظر آیا، ہم نے کہا اپنے آقا سے کہو ہمارے پاس لوٹ آئے۔ غلام نے کہا میرے آقا پر تو بہت بڑی مصیبت آپڑی ہے اس کے دونوں ہاتھ خنزیر کے ہاتھ بن چکے ہیں تو ہم اس (گستاخ) کے پاس گئے اور ہم نے کہا ہمارے پاس لوٹ آؤ۔ اس نے کہا مجھ پر ایک بہت بڑا حادثہ گزرا ہے یہ کہہ کر اس نے اپنے بازو (آستینوں سے) باہر نکالے۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے بازو تو خنزیر کے بن چکے ہیں تو ہم اس گستاخ اور اس کے غلام کو لے کر سواد کے ایک گاؤں میں جا پہنچے جہاں خنزیروں کی کثرت تھی۔ جب یہ بستی اس (گستاخ) نے دیکھی تو وہ سخت چیخ و پکار کے ساتھ اچھلا، پھر اس کی شکل بھی خنزیر کی سی بن گئی اور غائب ہوگیا۔ پس ہم اس کا غلام اور مال لے کر کوفہ لوٹ آئے۔ سچ ہے

غضب سے ان کے خدا بچائے
جلال باری عتاب میں ہے

شاتمِ شیخین پر بھڑوں کا حملہ

(بھڑ ایک زہریلی مکھی جو شہد کی مکھی جیسی لگتی ہے اسے بھنورا بھی کہتے ہیں)

ایک شخص نے ہمیں یہ بات بتائی کہ ہم لوگ سفر میں تھے، ہمارا ایک ہمراہی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا ہم نے اس کو منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا۔ وہ کسی کام کے لئے نکلا تو اس پر بھڑیں آ مسلط ہوئیں۔ اس نے ہم سے فریاد کی تو ہم لوگ اس کی مدد کو دوڑے تو بھڑوں نے ہم پر حملہ کر دیا، یہاں تک کہ ہم نے اسے چھوڑ دیا، پس بھڑوں نے اسے اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک وہ مر نہیں گیا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی گستاخی کرنے والا خنزیر

علامہ ابن حجر مکی نے ''زواجر'' میں فرمایا کہ گستاخانِ صحابہ کی ایسی ایسی قباحتیں مشاہدہ میں آئی ہیں جو ان کے خبثِ باطن اور عذابِ شدید پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب ابن منیر مرا تو حلب کے کچھ جوان خوشی کا اظہار کرتے گھروں سے نکل آئے۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے ہم نے سنا ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں بکنے والا کوئی بھی جب مرے تو اللہ تعالیٰ قبر میں اس کی شکل خنزیر سے بدل دیتا ہے اور یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ ابن منیر دو حضرات (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو گالیاں بکتا تھا، اب انہوں نے اتفاق کر لیا کہ اس کی قبر پر جائیں گے۔ چنانچہ یہ گیا، قبر کو اکھاڑا دیکھا کہ اس کا چہرہ واقعی خنزیر کا ہو چکا تھا اور چہرہ قبلہ کی طرف سے جانبِ شمال کو مڑ چکا تھا۔ انہوں نے اسے قبر سے نکال کر قبر کے کنارے پر ڈال دیا تا کہ لوگ دیکھیں، پھر اسے آگ میں جلا دیا اور قبر میں پھینک کر مٹی ڈال دی۔

عارف شعرانی کا بیان

امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "لطائف المنن" کے بارہویں باب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک احسان مجھ پر یہ بھی ہے کہ میں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اولاد (تابعین) کو بھی اسی نظر سے دیکھا ہے جس سے ان کے والدین کو دیکھتا ہوں، اگر میں ان کا زمانہ پاتا تو اس کا اظہار اس کے سامنے بھی کر دیتا اب میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ گویا میں ان کے مختلف مراتب واحوال کے مطابق جن کا ثبوت زبانِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے نہ اس خیال کے مطابق جو ہمارے دلوں میں آتا ہے، ان کی صحبت سے مشرف ہو چکا ہوں کیونکہ بسا اوقات جس سے ہم لوگ محبت کرتے ہیں شیطان ان کے خلاف ہمارے اندر عصبیت پیدا کر دیتا ہے لیکن ان سے محبت چونکہ فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں کی جاتی ہے لہٰذا یہ محبت عصبیت (قوم یا زبان کی بنیاد پر گروپ بندی) سے محفوظ رہتی ہے۔

خلفاء راشدین کی شان میں برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے اشعار

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یارِ غار محبوبِ خدا صدیق اکبر کا
نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا
ملا تقدیر سے حاجت روا فاروقِ اعظم سا
اللہ سے کیا پیار ہے عثمان غنی کا
محبوبِ خدا یار ہے عثمان غنی کا
اے حب وطن ساتھ نہ یوں سوئے نجف جا

ہم اور طرف جاتے ہیں تو اور طرف جا

اے اللہ! ہمیں اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب اور ان کی تعظیم کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! مہذب اور باادب لوگوں کی صحبت میسر فرما۔

اے اللہ! اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقشِ قدم پر چلنے اور ان کی طرح عقائد اپنانے کی توفیق عطا فرما۔

لمحۂ فکریہ

بڑے افسوس کا مقام ہے کہ آج کل بعض عناصر محب اکابر اور محافظِ صحابہ ہونے کے دعویٰ کرنے کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے برگزیدہ صحابی، سیّد الصحابہ، افضل البشر، بعد الانبیاء سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان نورانی عقائد و اعمال کو شرک و بدعت بتاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صحیح معنوں میں پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر گمراہ بدمذہب سے ہمارے دین و ایمان کی حفاظت فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الکریم الامین المعین)

اس رسالے میں اگر کہیں بھی کوئی اصلاح طلب مقام نظر آئے تو ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اسلامی احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کو ہماری نجات کا سبب بنائے تاکہ ہماری دنیا و آخرت سنور جائے اور بزرگانِ دین علیہم الرحمہ کے فیوض و

برکات سے ہمیں مستفیض فرمائے اور اس کا ثواب اہلِ بیت عظام و جمیع مومنین و مومنات کو پہنچائے۔

آمین یارب العالمین بحرمۃ سیّد المرسلین

وعلیٰ آلہٖ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

عطاء المصطفیٰ اعظمی

خادم دار العلوم صادق الاسلام

لیاقت آباد، کراچی